ماہنامہ محدث لاہور

شمارہ نمبر:38 ۔۔۔۔ جلد نمبر 4 ۔۔۔۔ شمارہ نمبر 12،11 ۔۔۔۔ نومبر، دسمبر 1974ء ۔۔۔۔ ذوالقعدۃ، ذوالحجہ 1394ھ

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی　　　مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے۔جس کا نام محدث تھا کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ 1970ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہو رہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: 20روپے　　زرِ سالانہ: 200روپے　　بیرون ملک: 20ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ 200روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث، 99جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور54700۔ فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476

موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com ____ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ مُحدّث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فہرست

عید الا ضحیٰ۔ یادگارِ حنیفیّت 2
التفسیر والتعبیر 7
استفتاء 17
"محدث" اور "معارف اسلام" کے ایک مضمون کا موازنہ 27
نصیر الدین طوسی 32
تعارف و تبصرہ کتب 37

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

عید الاضحیٰ۔یادگارِ حنیفیّت

ترجمانِ خلّت

عید قربان آتی ہے تو شاطر لوگ، عوام سے کہنا شروع کردیتے ہیں کہ:

قوم اور ملک کے لئے اپنے مفاد کی قربانی دو، یعنی جو ہم کہتے ہیں، بس اس کے لئے سر کٹانا پڑے تو کٹادو۔اجڑنا پڑے تو اجڑ جاؤ۔لٹنا پڑے تو لٹ جاؤ۔بہر حال اب تمہارا امتحان ہے کہ عیدِ قربان کا حق کیسے ادا کرتے ہو؟ ایثار اور قربانی کا ثبوت دیتے ہو یا گوشت کھا، پی کر ہمیں بھی بھول جاتے ہو۔

کارخانہ دار مزدوروں سے کہنا شروع کردیتا ہے کہ، ملک اور قوم کا مستقبل اسی سے وابستہ ہے کہ: تم رات دن محنت کرو، پیداوار زیادہ کرو اور اپنے آرام اور ضرورتوں کی قربانی دے کر زیادہ سے زیادہ خدمت کا ثبوت دو۔اس تلقین سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ، عید قربانی کے نام پر ان مزدوروں کو قربانی کا بکرا بنالیا جائے، تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

حکمران، قوم کے نام اپنے پیغام میں کہتے ہیں: وقت بڑا نازک ہے، حالات دگرگوں ہیں، دشمن تاک میں ہے، ان کے ایجنٹ (یعنی ان کے سیاسی مخالف) ملک کے گوشے گوشے میں گھس گئے ہیں۔مہنگائی کی باتیں چھوڑ دو، ایثار سے کام لو، دشمن اس سے ناجائز فائدہ اُٹھائے گا، بھوک ننگ کی باتیں مت کرو، عید قربان کا مطلب ہے قربانی دو، پیٹ پر پتھر باندھنے پڑیں تو دریغ نہ کرو۔غنڈہ اور سماج دشمن عناصر کو ہم بھی ختم کرنا چاہتے ہیں، تم بھی آگے بڑھو، سر کٹاؤ اور ان کا مقابلہ کرو، قربانی کا وقت ہے بزدلی مت دکھاؤ۔مقصد یہ ہے، کہ ہمیں نہ پوچھو، ہم سے نہ الجھو، ہمارا طوقِ غلامی اتار کر پھینکنے کی کوشش نہ کرو۔قربانی کا ثبوت دو۔

مزدور اُٹھتا ہے کہ: سرمایہ داروں کے گریبان چاک کرڈالو، اپنے حقوق کے لئے خون کا آخری قطرہ بہادو۔کارخانہ داروں کا فرض ہے کہ وہ ایثار اور قربانی کے جذبات سے کام لیں، جو پیداوار ہے وہ گھرلے کر نہ جائیں، ہم نے پیدا کی ہے ہمیں بانٹ کر جائیں، یعنی قربانی کا بکرا ہمیں نہ بناؤ، تم بنو!

الغرض: ہر شخص نے 'عید قربان' کے نام کا استحصال کیا اور اپنے مفاد اور حقوق کے حصول کے لئے دوسرے سے قربانی دینے کو کہا اور جو حقوق ان کے ذمے نکلتے تھے، ان کو بھی بھول جانے کے لئے قربانی دینے کی باتیں کیں۔یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان ظالموں نے قربانی کا مفہوم ہی نہیں سمجھا، اگر سمجھا ہے تو عمداً اِس کی غلط تعبیریں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس عظیم دن کے ذریعے وہ اپنا الّو ہی سیدھا کرسکیں۔

ہمارے نزدیک 'عید الاضحیٰ' کی یہ توہین ہے، اس کا استحال ہے۔اپنے اغراض سیئہ کے لئے اس کا غلط استعمال ہے۔حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم مقاصد اور 'روحِ حنیفیت' کے ضیاع کی ایک بھونڈی کوشش اور ملت حنیفیہ کو اپنے مرکز ثقل سے دور لے جانے کی ایک ذلیل سازش ہے۔جس کی ہم پرزور مذمت کرتے ہیں۔یقین کیجئے! ان میں سے ایک بھی پیغام اور استنباط ایسا نہیں ہے، جو عید الاضحیٰ سے مناسبت رکھتا ہو۔ان رہنماؤں کے 'پیامات' سے 'استحصال' کی بو آتی ہے اور یہ ڈھیٹ لوگ ہیں، جو انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ خلیل اللہ کے مقاصد پر بوجھ بننے کی کوشش کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ جو عید تمام سفلی خواہشات، شخصی اور گروہی مفادات کے گلے پر چھری پھیرنے کا درس دیتی ہے۔ اسی سے وہ اپنے گھٹیا مقاصد کی تکمیل چاہتے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس فرصت میں، ہم آپکو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ کے وہ مبارک پہلو دکھائیں، جو 'عید الاضحیٰ' کے سمجھنے کے لئے مفید ہو سکتے ہیں، تا کہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ حقیقتِ حال کیا ہے اور بوالہوس سیاسی شاطروں اور دوسرے مفاد پرستوں نے اسے کیا سے کیا بنا دیا ہے؟

حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری زندگی 'حنیفیت تامہ' کی عملی تفسیر اور تعبیر تھی، ماسوی اللہ کی جو چیز بھی توجہ اور سیر الی اللہ کی راہ اور سمت میں حائل ہوئی، انہوں نے ان سب کے گلے پر چھری رکھ دی اور خدایابی اور خداجوئی کے سلسلے میں جس ادا، جس وفا اور جس جس مال و متاع کی قربانی دینا پڑی دے ڈالی اور ایک لمحہ کے لئے بھی تامل نہ کیا، نہ سوچا اور نہ جھجکے، بس اُٹھے اور اس کے گلے پر چھری چلا دی، موروثی روایات کے گلے پر چھری، غیر اللہ کی ہر ترغیب و ہر ترہیب پر خنجر چلایا۔ وطن کا بت توڑا، خاندانی سیاسی برتری کی شہ رگ کاٹی، جھوٹے خداؤں کی خدائی کا پردہ چاک کیا۔ آگ کا سمندر پار کرنے کی نوبت آئی تو چھلانگ لگا دی۔ رفیقۂ حیات اور جگر گوشے کو بے آب و گیاہ اور لق و دق صحراؤں کے حوالے کرنے کا وقت آیا تو 'اللہ کے حوالے' کہہ کر چل دیئے۔ بڑھاپے کا سہارا آخری عمر کی عظیم تمنا اور قلب و نگاہ کی جنت نظر ٹھنڈک کے گلے پر 'چھری' چلانے کی 'ہوش رُبا گھڑی' آئی تو بخدا، جہاں 'صف ماتم' بچھ جاتی ہے وہاں ان کی عید ہو گئی۔ یہ ہے وہ 'عید الاضحیٰ' جو آپ منانے لگے ہیں۔ غور فرمایئے! کہ آپ کی عید کو اس سے کوئی نسبت ہے؟ راہِ خدا میں گھر بار، مال و منال اور جانیں لٹ گئیں تو ان کی عید ہو گئی، آپ پر یہ گھڑی آتی نہیں۔ اگر آ جائے تو صف ماتم بچھ جائے۔

قرآن حکیم نے حضرت خلیل اللہ کی 'خلّت اور حنیفیت' کے جو نقوش ہمارے سامنے رکھے ہیں، ان سب کا استیعاب تو مشکل ہے ہاں چند ایک یہ ہیں:

آپ نے اعلان کیا:

اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا (پ ۷۔الانعام۔ع۹)

میں نے تو ہر طرف سے منہ موڑ کر اپنا رُخ صرف اسی ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمان و زمین بنائے۔ یہ آپ کا وہ اعلان تھا جس کے گرد آپ کی زندگی کی ساری قدریں گھومتی رہیں، دوستی بھی اور دشمنی بھی۔ دلچسپی بھی اور نفرت بھی۔ اس راہ میں جو لٹانا پڑا، لٹا ڈالا خواہ وہ اپنی جان تھی یا عزیز از جان، جانِ پدر اور جو شے حائل ہوئی اسے راستے سے ہٹانا پڑا تو ہٹا ڈالا۔ وہ خاندانی ریاست تھی یا وطن۔ غرض ہر رنگ میں کامیاب رہے اور کامیاب نکلے۔ صلی اللہ علیہ وعلی نبینا وبارك وسلم

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّه بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ (پ ۱۔بقرہ۔ع ۱۵)

اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا، تو انہوں نے ان کو پورا کر دکھایا (یعنی پاس ہو گئے)

آس پاس مورتیاں دیکھیں کہ دنیا ان کے لئے اعتکاف بیٹھتی ہے، اور آزر اس ادارہ کے چیئرمین ہیں۔ اپنے باپ بلکہ پوری قوم سے کہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (پ۱۷۔الانبیاء۔ع۵)

یہ کیا مورتیاں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو؟

جواب ملا:

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا (پ۱۶۔مریم۔ع۲)

اے ابراہیم! اگر (ان باتوں سے) باز نہ آئے تو تجھے سنگسار کرڈالوں گا اور ہمیشہ کے لئے میری آنکھوں سے دُور ہو جا۔

لیجئے! ہم چلے:

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ (ایضًا)

تم سے اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو میں کنارہ کرتا ہوں۔

کدھر کو چلے؟

اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (پ۲۳۔الصفت ع۳)

میں اپنے رب کی طرف چلا ہوں، وہ مجھ کو راہ دے گا۔

ازلی بدبخت بولے: پکڑ کر اس کو آگ میں ڈال دو۔

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ (پ۱۷۔الانبیاء۔ع۵)

روایات میں آتا ہے، اس پر ملائکہ مدد کو پہنچے تو آپ نے کہا۔

مجھے کسی سے امداد کی ضرورت نہیں، وہ جیسے راضی، میں بھی ویسے راضی۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

اور اس حسرت کے ساتھ کہ

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جان کے بعد عزیز از جان کی قربانی کا مطالبہ ہوا تو چھری لے کر اسے لٹا دیا۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ (پ۲۳۔الصف ع۳)

آواز آئی: بس! بس! مان گئے!

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا (ایضاً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

فرمایا: امتحان بڑا تھا۔ پر آپ پاس ہو گئے!

إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلَآءُ الْمُبِيْنُ (ایضاً)

یہ 'قربانی' ہے، جاؤ! اس کی قربانی دو:

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (ایضاً)

جو بھی یوں یعنی آپ کے رنگ میں قربانی دے گا، چھترے بکرے کی ہی سہی، ہمیں منظور ہے:

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ (ایضاً)

ہم آپ کو سلام کہتے ہیں:

سَلٰمٌ عَلٰى إِبْرٰهِيْمَ (ایضاً)

حکم ہوا یہاں سے دور، اور کہیں جا کر خانۂ خدا تعمیر فرمائیں: باپ بیٹا تعمیر کعبہ میں مصروف ہو گئے۔ بناتے جاتے تھے اور دعائیں کرتے جاتے تھے! الٰہی! قبول کیجیو!

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (پ۱۔بقرہ ع۱۵)

اس کے بعد رب سے درخواست کی کہ:

الٰہی ہمیں مسلمان رکھیو! اور نسل سے بھی ایک 'امت مسلمہ' قائم کیجیو! اور اظہارِ عبودیت کے انداز اور طور خود سکھائیو۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا (پ۱۔بقرہ ع۱۵)

فکر تھی کہ آنے والی ذریت کو بھی کوئی حنیف رہنما ہی دستیاب ہو، اس لئے خدا سے دعا کی! الٰہی! انہی میں سے ایک رسول بھیجیو جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے، کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ (پ۱۔بقرہ ع۱۵)

غور فرمائیے! خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حنیفیت اور مبارک زندگی کے یہ خط و خال کس قدر محیر العقول ہیں:

رب کے لئے یکسو تھے، جس کی کیفیت بالکل یوں تھی ؎

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے کام سے   تیرے ذکر سے، تیری فکر سے، تیری یاد سے تیرے نام سے

اس لئے:

الف۔ خاندان، خاندانی ریاست و جاہ و حشمت چھوڑی۔

ب۔ آگ کے سمندر سے گزرے۔

ج۔ وطن چھوڑا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د۔ جبابرہ کے غضبناک تیوروں کا مقابلہ کیا۔

ق۔ قوم کے سب و شتم اور بے پناہ غیظ و غضب کا سامنا کیا۔ پر 'تعلق باللہ' پر آنچ نہ آنے دی۔ خدا تک پہنچنے کے لئے اکلوتے جگر گوشے کی قربانی دینا پڑی تو دے ڈالی، دے کر یوں مسرور ہوئے کہ بس 'عید' ہوگئی۔

کیا آپ کی عید بھی ایسی ہی عید ہے، کہ اس کی راہ میں 'تن، من اور دھن' کی بازی لگا کر بھی آپ چین پاتے ہیں، اور خدا سے قبول کرنے کی درخواست کرتے ہیں اور صرف اپنی ذات کی نہیں، سارے سنسار کی بھی آپ فکر کرتے ہیں کہ وہ شرک سے بچ جائے اور 'بندۂ حنیف' بن جائے؟ تو پھر آپ کو عید مبارک ہو۔ دعا ہے یہ عید آپ کے لئے 'پیامِ حنیفیت' بن کر آئے اور اپنے رنگ میں رنگ کر آپ کو 'مسلم حنیف' بنادے۔ آمین!

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

بالتفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی واربرٹن

التفسیر والتعبیر

(قسط ۱۰)

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ. هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ. وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ

(لوگو!) تم خدا کا کیونکر انکار کر سکتے ہو اور (تمہارا حال یہ ہے کہ) تم بے جان تھے اور اسی نے تم میں جان ڈالی۔ پھر (وہی) تم کو مارتا ہے پھر (وہی) تم کو (قیامت میں دوبارہ) جلائے گا (بھی) پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہی (قادر مطلق) ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی کل کائنات پیدا کی پھر (اس کے علاوہ ایک بڑا کام یہ کیا کہ) آسمان کے بنانے کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان ہموار بنا دیئے اور وہ ہر چیز (کی کنہ) سے واقف ہے۔ (اے پیغمبر لوگوں سے اس وقت کا تذکرہ کرو) جب

اَمْوَاتًا (بے جان، عدم محض) یہاں پر بندوں کے غیر معمولی احتیاج اور خدا کے حدود فراموش انسانوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اَمْوَاتًا کے معنی دو ہیں، ایک یہ کہ تم عدم محض تھے اور تمہارا مذکور تک نہ تھا (لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا) کہ خدا کے سوا کسی کے وہم و گمان میں بھی تمہارا کوئی تصور نہ تھا، دوسرا یہ کہ، دنیا میں ظہور اور پیدائش سے پہلے کے سینکڑوں مختلف مراحل ایسے تھے کہ تمہارا تصور ہی تصور تھا، جان نہیں تھی۔

فَاَحْيَاكُمْ (پر اس نے تم میں جان ڈالی) پھر آپ کو دنیائے بے نام ونشان، سے دنیائے ہست میں لایا، اور جان ڈال کر خلعتِ وجود سے سرفراز فرمایا۔

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ (پھر (وہی) تم کو مارتا ہے) دنیا دار العمل ہے، ستانے اور دم لینے کو بھی کچھ وقفہ چاہئے۔ اس کے لئے دو مرحلے تجویز فرمائے، ایک 'وقفہ نیند' کہ انسان محدود سلسلہ کار کے دوران، مختصر سا دم لے لیتا ہے، دوسرا وقفہ 'وقفہ موت' ہے، جو پورے کارِ حیات کے لئے تجویز کیا گیا ہے تاکہ اسے جدوجہد اور جھنجھٹ سے چھٹی دے کر اس کو پوری کمائی دے دی جائے۔ اس لئے بعد میں فرمایا: ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ احیاء کا یہ مرحلہ، اخروی مرحلہ ہے جو موت کے بعد پیش آئے گا، جہاں انسان اپنی پوری زندگی کی کمائی اور اس کا پھل اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلے گا۔

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے) حق تعالیٰ نے ہی وجود بخشا اور یہاں بھیجا۔ فارغ ہو کر اب جانا بھی مڑ کر پھر اسی ذاتِ برحق کے حضور ہے۔ یہ بات نہیں جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ، کچھ اور مبارک ہستیاں ایسی بھی ہیں کہ ان کو صرف ان کے حضور حاضر ہونا ہو گا، غلط ہے۔ کیونکہ اور کسی نے انسان کو بھیجا ہی نہیں ہے کہ اب اپنا دفترِ عمل لے کر انسان کے لئے اس کے حضور پیش ہونا بھی ضروری ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

خدا انسان کو عدم سے وجود میں لایا اور بغیر کسی استحقاق کے لایا، جان بخشی، پھر آرام کرنے اور دم لینے کے لئے مواقع مہیا کئے، پھر تھکا دینے والی ڈیوٹی سے پوری چھٹی دے کر اسے اپنے حضور شرف باریابی بخشا۔ اللہ تعالیٰ کے یہ وہ عظیم احسان ہیں، جس کا جواب 'احساسِ ممنونیت' کے سوا بندہ کے بس میں اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ ان تمام منزلوں میں انسان کس قدر بے بس، درماندہ اور محتاج ہے اور کارسازی کے لئے خدا کے سوا اس پر اور سب دروازے کس طرح بند ہیں؟

اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ میں ایک تلمیح یہ بھی ہے کہ بالآخر جب اس کی طرف ہی رجوع کرنا ہے تو درمیانی عرصہ میں ادھر ادھر کیوں بھٹکتے پھریں، شروع سے ہی رب کی طرف رُخ کیوں نہ کرکے رہیں، وَاتَّبِعُوۡا مِلَّةَ اِبۡرَاهِيۡمَ حَنِيۡفًا سے بھی اسی امر کی تائید ہوتی ہے۔

خَلَقَ لَكُمۡ (تمہارے لئے پیدا کیا) اس سے غرض یہ ہے کہ آپ اس سے مستفید اور محظوظ ہوں۔ دوسرے مقام پر اس کو سَخَّرَ لَكُمۡ (تمہارے اختیار اور بس میں کر دیا) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ:

- ان میں سے کسی بھی چیز کا خدا ضرورت مند نہیں ہے، جو کچھ ہے صرف آپ کے انتفاع کے لئے ہے۔
- دنیا جہان کی کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے، جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہو، کیونکہ انسان سب سے اشرف ہے، اس کے بعد اگر انسان خدا کے سوا اور بھی کسی کا دم بھرتا ہے تو یہ مقامِ آدمیت کی نافہمی کی دلیل ہے۔ کیونکہ سب چیزیں انسان کے لئے ہیں، لیکن انسان صرف خدا کے لئے ہے۔
- زہد یہ نہیں، کہ ان سے استفادہ نہ کیا جائے بلکہ یہ ہے کہ ان کو صحیح اور جائز طریقے سے استعمال کیا جائے اور وحی الٰہی کے مطابق ان سے استفادہ کیا جائے اور خود کو ان کی غلامی سے بالاتر رکھا جائے۔
- ان سے انتفاع کی اجازت ہے، ان کے اسراف کی نہیں (وَلَا تُسۡرِفُوۡا)

باقی رہا ان سے استفادہ کرنے کا طریقہ؟ سو وہ مختلف ہے۔ ایک اباحیوں کا ہے، دوسرا منکرینِ حق کا اور تیسرا حق پرستوں کا۔

اباحی کہتے ہیں کہ سب چیزیں سب کے لئے ہیں۔ کسی کی کوئی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ زر، زن اور زمین سب کو سب کے لئے یکساں مال مباح قرار دیتے ہیں، لیکن حال یہ ہے کہ اگر کوئی ان کے علاقے پر نظریں جمالے تو آنکھیں پھوڑ دیتے ہیں، ان کی سائیکل چرا لے تو جان سے مار دیتے ہیں۔ بس یہ باتونی لوگ مکار ہیں۔

منکرینِ حق کا معیار، ان کا ملکی رواج، اربابِ اختیار اور جمہور کی صوابدید ہے، اور بس۔

حق پرستوں کے سامنے 'وحی الٰہی' رہتی ہے، کیونکہ جو مالک ہے حق یہ ہے کہ استفادہ کرنے کی صورت میں، مرضی بھی اسی کی ملحوظ رہنی چاہئے۔ اس سلسلے میں مختصراً اسلامی تعلیمات یہ ہیں۔

الف۔ جو شے کسی کے قبضہ سے پہلے اپنی تحویل میں لے لی جائے، وہ بھی اسی کی۔ من سبق الی ما لم یسبق الیه فهو له (ابوداؤد)

ب۔ کسی کے قبضہ کے بعد اس سے باہم رضامندی کے ساتھ استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ (اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ۔ پ۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

النساء:ع۵)

ج۔ بخشش یا مزدوری کی صورت میں جو حاصل ہو، وہ بھی اسی کی ملکیت ہو گی۔ (وَاَقْرِضُوا اللہَ قَرْضًا حَسَنًا الحدید۔ع۲) یَا اَبَتِ اسْتَاجِرْہُ(سورہ قصص۔ع۳)

اباحی لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ زمین میں جو کچھ ہے وہ سب کے لئے ہے۔ لیکن وہ بات نہیں سمجھے، اصلی غرض یہ ہے کہ یہ زمین ومافیہا، کسی شخص، خاندان یا گروپ کے نام الاٹ نہیں کی گئی ہے کہ وہ مالک رہیں اور دوسرے ان کے منگتے، بلکہ قانون کے مطابق سب کے لئے اس سے اپنی اپنی ضروریات پوری کرنے اور استفادہ کرنے کی چھٹی ہے، کسی پر دروازہ بند نہیں ہے۔ دوسرا اور بنیادی تاثر یہ دینا مقصود ہے کہ یہ سب چیزیں اللہ نے آپ کے لئے بنائی ہیں، یہ انصاف نہیں کہ، آپ کھائیں اس کا اور گائیں کسی کا۔

ثُمَّ اسْتَوٰی (پھر وہ متوجہ ہوا۔ پھر وہ چڑھ گیا) اس کے استعمالات مختلف ہیں، دو یا دو سے زیادہ فاعل کی طرف نسبت ہو تو برابر کے معنی ہوں گے فاستوی زید و عمرو فی کذا دو کی بجائے ایک کی طرف ہو تو اعتدال کی کیفیت پر دال ہوتا ہے: ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی جب عَلٰی کے ساتھ ہو تو چڑھنے، غلبہ پانے اور قرار پکڑنے کے معنی میں ہوتا ہے فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ، اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی. بعض ائمہ نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اس کے سامنے مساوی ہیں یعنی جیسا چاہتا ہے سب چیزیں ویسی ہی ہو جاتی ہیں۔ یا یہ کہ تمام چیزوں کی نسبت خدا کی طرف برابر ہے، ایسا نہیں کہ کوئی چیز دوسری کی بہ نسبت خدا کے زیادہ قریب ہو۔ جب اِلٰی کے ساتھ استعمال ہو تو کسی چیز تک بالذات یا بالتدبیر پہنچ جانے کے معنی ہوتے ہیں ثم استوٰی الی السماء (مفردات) استوٰی، عَلَا اور ارتفع (بلند اور اونچا ہوا) کے معنی میں بھی آتا ہے (قرب) شاہ صاحب نے اس کے معنی 'چڑھ گیا' کیے ہیں (موضح) لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں: ونعلمھا فی الجملة من غیر ان نتعقلھا او نشبھھا او نکیفھا او نمثلھا بصفاتِ خلقه تعالٰی الله عن ذلك علوا کبیرا فالاستواء کما قال مالك الامام وجماعة: معلوم ..... والکیف مجھول (کتاب العلوم الذھبی) یعنی چڑھنا معنی ٹھیک ہیں لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں کہ کیسے؟ کیونکہ وہ بندوں جیسا نہیں ہے۔ ہاں ''متوجہ ہوا'' کے معنی کی صورت میں مطلب صاف ہے کہ آسمان بنانے کا ارشاد فرمایا، سو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا   بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

'ثم' کے معنی ہوتے ہیں 'پھر'! لیکن اس جگہ 'ترتیب' کا لحاظ نہیں، بس یوں سمجھیے! جیسے کہا جائے کہ، یہ کیا اور وہ بھی۔ اس لئے 'پھر' سے یہ نہ سمجھا جائے کہ پہلے زمین بنی پھر آسمان۔ کیونکہ سورت نازعات میں تصریح ہے کہ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰھَا (اس کے بعد اس کو بچھایا) ویسے بھی یہاں پر زمین کی پیدائش کی بات نہیں بلکہ ''ما فیھا'' کی ہے۔ بندوں کے فائدہ کے لئے، جو کچھ اس میں ہے، وہ بعد میں بنایا۔

سبع سمٰوٰت (سات آسمان) ان سے کیا مراد ہے، حقیقۃً سات یا بطور محاورہ سات یا بکثرت، اس کے علاوہ ان آسمانوں سے مراد 'حلقے' ہیں جن میں سیارگاں محو خرام ہیں یا واقعی ذی حرم کوئی حقیقت ہے۔ جو ابھی تک ہماری نگاہ اور علمی دسترس سے بہت دور ہے۔ بہر حال قرآن حکیم نے ان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے کسی بھی 'شکل' کا تعین نہیں کیا اور نہ اس کا تعلق تبلیغ اور رشد وہدایت سے ہے، مادی تقاضوں سے جتنا تعلق ہے انسان اپنی احتیاج کی بنا پر خود اس کے کھوج میں مصروف رہے گا۔ اور یہی شے اس کے لئے مفید بھی ہے۔ جس طرح روحانیات کا تعلق 'محنف اور عمل کا متقاضی ہے اسی طرح مادی نظام کے کوائف بھی مسلسل محنت، جدوجہد اور عمل کے متقاضی ہیں۔ ہاں اس نے اس کی طرف کچھ تلمیحات کر دی ہیں، تاکہ ان کی طرف انسان کا ذہن منتقل ہوتا رہے۔ سو وہ ہو گیا۔ چنانچہ اسی عظیم حکمت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُه عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (پ ۱۲۔ ھود، ع ۱)

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تمہیں آزمائے کہ عمل کے اعتبار سے تم میں سے سب سے بہتر کون ہے۔

یہ حسنِ عمل ایک روحانی نوعیت کی چیز ہے جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر مبنی ہوتی ہے اور ایک مادی قسم کی ہے کہ اس نگار خانہ کائنات میں اپنی محنت اور عمل کے ذریعے کون نئی نئی دریافت کرتا اور اس پر قابو پاتا ہے اور ان کی ان محنتوں سے خلق خدا متمتع ہوتی ہے؟ یہاں یہ دونوں مقصود ہیں۔

اس آیت میں ہیئت اور ریاضی کے مسائل پر روشنی ڈالنا مقصود نہیں ہے، بلکہ دنیا کو خدا کی بے مثال قدرتوں کی طرف دعوت مطالعہ دی جا رہی ہے تاکہ اس کو اندازہ ہو جائے کہ جو خدا اور خدائی عظیم صفات کی حامل ذاتِ کریم ہوتی ہے وہ کس قدر عظیم قدرتوں، محیر العقول سطوت، باجبروت جلال و کمال، حیرت افزا حسن وجمال اور حدود وفراموش الطاف وعنایات کی مالک ذات ہوتی ہے؟ جو اقوام غیر اللہ کے در پر ناصیہ فرسا ہیں، وہ دراصل ''خدا'' کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے اور ساتھ ہی یہ ''آدم نافہمی'' پر بھی دال ہے۔

فقہ القرآن:

اس رکوع سے یہ باتیں مترشح ہوتی ہیں:

- عبادت اور سچی غلامی صرف اِسی ذاتِ کبریا کا حق ہے جو خالق اور منعم ہے، دوسرا نہیں۔ دوسرے کی مشروط اطاعت تو ممکن ہے، عبادت بالکل نہیں۔ (اعبدوا ربکم الذی)
- دنیا جہان کی ساری طاقتیں مل کر بھی، قرآن حکیم کی چھوٹی سو سورت جیسی سورت بھی نہیں بنا سکتیں، صورۃً نہ معناً۔ (ولن تفعلوا الایہ)
- جنت اور اس کی بہاریں صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جو ایمان اور عمل صالح کا ٹکٹ رکھتے ہوں فی سبیل اللہ بہشت کا وہاں کوئی ذکر نہیں۔ (بشر الذین امنوا وعملوا الصلحت)
- وضوحِ حق کے لئے مناسب مثالوں کو بیان کیا جا سکتا ہے تاکہ بات لوگوں کی سمجھ میں آ جائے، مثال کو نہیں دیکھنا کہ وہ بڑی ہے یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

چھوٹی، بلکہ اس کے لئے مخاطب کے معیارِ استعداد اور مضمون کی توضیح کے تقاضوں اور سب ورموز کو ملحوظ رکھنا چاہئے (لا یستحی ان یضرب مثلاً) ہاں ان سے استفادہ خالی الذاہن لوگ کرتے ہیں، اپنی ضد کے جو پکے ہیں، وہ نہیں۔ (یضل به کثیراً ویھدی به کثیراً)

- فاسق، بدعہد، بدمعاملہ اور تخریب کار کا نام ہے۔ (الذین ینقضون عھد الله)
- کچھ قومیں سمجھتی ہیں کہ روشنی کی خالق ایک ذات ہے اور اندھیرے کی دوسری، اسی طرح بعض کا کہنا ہے کہ: برہماجی خالق، وشنوجی باقی رکھنے والے اور شیوجی موت دینے والے ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ: یہ سب رب العلمین کی تخلیق ہیں۔ (کنتم امواتا فاحیاکم)
- زمین میں جو کچھ ہے انسان کی ضیافت طبع اور بقا کے لئے ہے، انسان ان کے لئے نہیں ہے۔ یعنی انسان مخدوم ہے ان کا خادم نہیں ہے۔ (خلق لکم ما فی الارض) سو ان کا شکار کیجئے خود ان کا شکار نہ بنیے۔ (وابتغوا من فضله الاية)
- زمین کے ساتھ آسمانوں کا ذِکر دراصل ان کے باہمی تعلق کے اظہار کے لئے ہے کیونکہ ان کے بغیر زمین کے لئے تنہا گہوارہ بننا دشوار بات ہے۔ (ثم استویٰ)

اِذْ (جب، جس وقت، جس ٹائم میں) یہ عموماً ماضی کے کسی 'ٹائم' یا اس میں واقع کسی 'بات اور امر' کی طرف توجہ مبذول کرانے کے لئے آتا ہے کہ فلاں وقت کو یاد کرو یا یہ کہ فلاں واقعہ کو یاد کرو جو فلاں گھڑی اور دن کو پیش آیا۔ جس سے مقصود تذکیر، استدلال اور ہوش میں آنے کے لئے درسِ عبرت ہوتا ہے۔ جب اس کے ساتھ ''ما'' لگ جاتا ہے۔ ''اذما'' تو شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔

قَالَ (کہا، تصور کیا، رائے قائم کی، تعمیل کی، الہام کیا) اس کے متعدد معنی ہیں جیسا کہ قوسین میں واضح کئے گئے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز سے بات کی جاتی ہے مگر اس کے حسبِ حال۔ جیسا کہ یہاں ہے، ملائکہ (فرشتوں) سے رب نے کہا مگر ہماری طرح نہیں بلکہ ویسے، جیسے ان کے لئے چاہئے۔ ہمارے نزدیک یہ پیرایۂ بیان مجاز نہیں ہے، کیونکہ ان کے لئے وہی حقیقت ہے جو انداز ان کے لئے مخصوص ہے اور اسی پیرائے میں ان سے بات کی گئی۔

مَلٰٓئِكَة (رشتے، پیام رساں، الٰہی منتظمین) بعض ائمہ کا ارشاد ہے کہ مَلَكٌ، مُلْكٌ کے لفظ سے نکلا اور بنا ہے، جو فرشتے، انتظامیہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو ''مَلَكٌ'' کہتے ہیں، جس طرح دنیا کے سیاسی حکمرانوں کو ''مَلِكٌ'' (بادشاہ) کہتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں، جو فرشتے دنیا کا انتظام کرتے ہیں۔ ''مَلَكٌ'' کا لفظ صرف انہی کے لئے مخصوص ہے، جو فرشتے انتظامیہ سے تعلق نہیں رکھتے ان کو ''مَلَكٌ'' نہیں کہتے (مفردات راغب) تخلیق آدم کے سلسلے میں، فرشتوں سے ذکر کرنے کی وجہ بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ آدم اور اس کی اولاد ان کے دائرۂ کار میں آتے ہیں۔

امام بیضاوی فرماتے ہیں، فرشتوں کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ ہیں جو حق کی معرفت اور تسبیح و تقدیس میں مستغرق رہتے ہیں۔ یسبحون اللیل والنھار لا یفترون یہ بارگاہِ الٰہی کے مقرب فرشتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو ''قضاو قدر'' کے مطابق زمین و آسمان کی تدبیر اور نظم و انصرام سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعلق رکھتے ہیں۔(بیضاوی ملخصاً)

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ ایک نورانی مخلوق ہے، جس کا خارج میں وجود پایا جاتا ہے، صفاتِ الٰہیہ یا روحانی اور طبیعی قوی سے عبارت نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض عقلاء کا کہنا ہے کہ یہ صرف ملکہ اور معنوی قوتوں کا نام ہے، اور وہ اس سلسلے میں یہاں تک چلے گئے ہیں کہ وحی الٰہی بھی ان کے نزدیک انسان کے باطن اور اندر سے ایک مخصوص آواز کے اُبھرنے اور پیدا ہونے کا نام ہے، وہ نبوت کو بھی ایک ملکہ قرار دیتے ہیں اور اس کا نام 'جبرئیل' رکھتے ہیں۔ عقلاء کے یہ افکار کسی تجربہ، شواہد اور قطعی دلائل پر مبنی نہیں ہیں، بلکہ اوہام ہیں، فکر و نظر کی کوتاہ دامنی اور عقل کی نارسائی کی پیداوار ہیں، کہتے ہیں: یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں، ہم کہتے ہیں جو چیز حدودِ عقل سے پرے کی ہے اِسے عقل کے کدال سے حاصل کرنا بجائے خود ''خلافِ عقل'' ہے۔ صحیح طریق کار یہ ہے کہ جو بات ہماری محدود عقل کی دسترس سے وراء الوراء ہے، اسے ان مبارک ہستیوں کے بتانے پر مان لینا چاہئے جن پر 'عالم الغیب' کی جانب سے مناسب 'غیوب' کا فیضان ہوتا رہتا ہے۔

بہرحال فرشتے سراپا اطاعت اور سرتاپا وفا ایک نورانی مخلوق ہے، جس کے شب و روز اور تعامل کی کچھ تفصیلات بھی کتاب و سنت میں آگئی ہیں۔ جو اطاعت کی حد تک ہمارے لئے ایک نمونہ بھی ہیں اور ان کے اس تعارفی تذکار سے اس امر کا رد بھی ہو جاتا ہے کہ: یہ دنیا ایک غیر متبدل طبعی قوانین کے زور سے چل رہی ہے۔ یعنی ظہورِ کائنات کے بعد اب وہ 'ید غیب' کے تعاون اور سرپرستی سے بے نیاز ہوگئی ہے۔ حالانکہ وہ طبعی اسباب خود خدا نہیں ہیں بلکہ خدا کی مشیت کے پابند ہیں کیونکہ مسبب الاسباب اور علۃ العلل صرف اس کی مشیت ہے۔ (كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ)

ملائکہ:

فرشتے پروں والی مخلوق ہے۔ أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (فاطر)

وہ موحد ہیں اور توحید کی شہادت دیتے ہیں۔ شَهِدَ اللهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَٰٓئِكَةُ (الِ عمران) وَيُؤْمِنُونَ بِهِ (مومن) وہ دیوی یا دیوتا نہیں ہیں بلکہ خدا کے 'عبد' (غلام، بندے) ہیں مگر بڑے محترم اور مکرم۔ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ (انبیاء) أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَٰٓئِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا (بنی اسرائیل) وَجَعَلُوا الْمَلَٰٓئِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَٰدُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا (زخرف)

یہ عبدیت ان کے لئے وجۂ عار نہیں ہے: لَن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ (النساء) عبدیت (حضرت) مسیح اور مقرب فرشتوں کے لئے وجۂ عار نہیں ہے۔ وہ خدا کے سامنے اکڑتے نہیں ہیں وهم لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ (انبیاء) اگر خود خدا کا نعرہ بلند کرتے تو ان کے لئے بھی جہنم ہوتی۔

انتظامیہ کے علاوہ فرشتے بارگاہِ الٰہی میں حاضر رہتے ہیں: وَتَرَى الْمَلَٰٓئِكَةَ حَآفِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ (زمر) اور کچھ عرشِ الٰہی کے آس پاس رہتے ہیں۔ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ (مومن)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

وہ نکمے یا شہزادے بن کر نہیں رہتے، بلکہ خدا کے سامنے سدا سر بسجود رہتے ہیں۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلٰٓئِكَةُ (النحل)

اپنے رب کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں: يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (مومن) وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (شوریٰ) نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (بقرہ) وہ ذکرِ حق میں نہ تھکتے ہیں نہ کسی وقت سُست پڑتے ہیں۔ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ. يُسَبِّحُوْنَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (انبیاء)

وہ باوفا اور اطاعت شعار ہیں، رب کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے: لَا يَعْصُوْنَ اللهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (تحریم) تعمیل حکم کے سوا ان کو اور کسی شے سے غرض نہیں اور نہ ہی وہ اس کے سامنے لب ہلانے کی سکت رکھتے ہیں: لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ (انبیاء) اس کے باوجود وہ خدا سے سدا ڈرتے رہتے ہیں: يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (نحل) يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ (رعد) وہ خوفِ خدا سے سدا کانپتے رہتے ہیں۔ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ (انبیاء)

ان کے ذمے خدا کی پیغام رسانی بھی ہے: اَللهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا (الحج) خاص کر خدا اور بندے کے درمیان یہی وسائط ہیں:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (شوریٰ)

ان کو خدا کی معیت اور نصرت و تائید حاصل ہوتی ہے: اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ (انفال) وہ مسلمانوں کا دل بڑھاتے اور تثبت بخشتے ہیں: فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (انفال) جو ثابت قدم رہتے ہیں، وہ مخصوص اور مناسب انداز میں ان کے لئے بشارت لے کر نازل ہوتے ہیں اور ان کی ڈھارس بندھاتے ہیں: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حم السجدہ) وہ خدا کے نیک بندوں اور مجاہدوں کی نصرت کو اتر آتے ہیں: اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ (العمران) وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (توبہ) ان کے ذریعے اپنے نبی کی مدد فرمائی: وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا (توبہ) ایک باڈی گارڈ کے طور پر اللہ کے نبی کے آگے پیچھے رہتے تھے: يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (الجن) انبیاء کے پاس بشارت لے کر آتے رہے: فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللهَ يُبَشِّرُكَ (العمران) حسبِ ضرورت انسانی لباس میں نبی اور غیر نبی کے پاس بھی تشریف لاتے رہے۔ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ (العمران) فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم)

اہلِ زمین کے لئے بخشش اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ (شوریٰ) وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ (مومن) مومنوں کی مدد کرتے ہیں وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا (توبہ) اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ. (ال عمران)

ثابت قدم مسلمانوں پر ان کا نزول جاری رہتا ہے اور ان کو پیامِ بشارت سے نوازتے رہتے ہیں: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ (حم السجدہ) انبیاء کے لئے بشارت لاتے ہیں۔ اَنَّ اللهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحۡيٰى (ال عمران)

وہ حاملین عرش ہیں الذين يحملون العرش (مومن) وَيَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّكَ فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ (الحاقۃ) اور کچھ عرش کے ارد گرد رہتے ہیں: وَمَنۡ حَوۡلَه (مومن) انبیاء اور ان کے سلسلے کے 'سلسلۂ پیامات' کی نگرانی اور حفاظت کرتے ہیں تاکہ سلسلہ بے داغ رہے۔ فَاِنَّه يَسۡلُكُ مِنۡ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِه رَصَدًا. لِيَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ اَبۡلَغُوۡا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمۡ (الجن)

اللہ کے رسول پر درود پڑھتے ہیں، آپ کی تائید و نصرت کرتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں: اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَه يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ (احزاب)

دعوتِ حق کے شیدائیوں اور راہیوں پر بھی 'صلوٰۃ' کہتے ہیں: هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُه (الاحزاب)

دوزخ پر نگران اور کارکن بھی فرشتے ہوتے ہیں وَمَا جَعَلۡنَاۤ اَصۡحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً (مدثر) یہ داروغے اپنی ڈیوٹی کے لحاظ سے غیر مداہن اور بڑے مضبوط دل والے ہیں: عَلَيۡهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ (تحریم) منکرین کو دوزخ میں دھکیلتے ہوئے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس خدا کے فرستادہ نہیں پہنچے تھے اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ (زمر) اعداء اللہ کے لئے عذاب بن کر نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ قوم لوط کے سلسلے میں آکر حضرت لوط سے کہا: هٰذَا يَوۡمٌ عَصِيۡبٌ (هود) حضرات ابراہیم سے ان کے بارے میں کہا کہ ان کا براحشر ہونے کو ہے: قَدۡ جَآءَ اَمۡرُ رَبِّكَ. وَاِنَّهُمۡ اٰتِيۡهِمۡ عَذَابٌ غَيۡرُ مَرۡدُوۡدٍ (هود)

ملائکہ اللہ کے حکم سے جان قبض کرتے ہیں تَوَفَّتۡهُ رُسُلُنَا وَهُمۡ لَا يُفَرِّطُوۡنَ (الانعام) اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ (النساء) جب منکرین موت کی بے ہوشیوں میں پڑے ہوتے ہیں تو فرشتے ان کی طرف بڑھا کر کہتے ہیں کہ اپنی جانیں ہمیں واپس کرو اور نکال باہر کرو: وَلَوۡ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ فِىۡ غَمَرٰتِ الۡمَوۡتِ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوۡۤا اَيۡدِيۡهِمۡ اَخۡرِجُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ (الانعام)

اعمال نامے لکھتے ہیں: اِنَّ رُسُلَنَا يَكۡتُبُوۡنَ مَا تَمۡكُرُوۡنَ (یونس) بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيۡهِمۡ يَكۡتُبُوۡنَ (الزخرف) مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ۔ (سورہ ق)

انتظامیہ اور تدبیر امور کے فرائض ان کے ذمے ہیں اور وہ مختلف اور متنوع ہیں: فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا (النزعت) فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا (الذاریات)

انسان کے دلوں میں نیک امور کی طرف میلان اور تحریک پیدا کرنا بھی فرشتوں کی ذمہ داری ہے، واما لمۃ الملك فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق (ترمذی عن ابن مسعود) جب کہیں کوئی گروہ یادِ الٰہی میں مصروف ہوتا ہے، فرشتے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اور ان کے گرد گھومتے ہیں۔ ما من قوم یذکرون الله الا حفت بھم الملائکۃ (ترمذی عن الخدری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

احادیث:

جب انسانِ رحم مادر میں گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔(انسانی ڈھانچہ تیار ہو جاتا ہے) تو فرشتہ اس پر متعین کر دیا جاتا ہے تو اس کے وہ عمل (۲) موت کا وقت (۳) اس کی روزی (۴) اور وہ نیک ہے یا بد جیسا کچھ بالآخر ان کو ہونا ہوتا ہے اِسے علم الٰہی کے مطابق وہ قلم بند کر لیتا ہے، اس کے بعد اس کے بدن میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ ثم یکون مضغة مثل ذلك ثم یبعث الله الیه ملکا باربع کلمات فیکتب عملا واجلا ورزقًا وشقی وسعید ثم ینفخ فیه الروح (صحیحین-ابن مسعود) صبح اور عصر کی نماز کے وقت ان کی ڈیوٹیاں بدلتی ہیں اور وہ خدا کے ہاں اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ یتعاقبون فیکم ملائکة باللیل وملٰئکة بالنهار ویجتمعون فی صلوٰة الفجر وصلوٰة العصر ثم یعرج الذین یاتوافیکم فیسئالهم ربهم الحدیث (صحیحین-ابو هریره) جب تک نمازی نماز میں ہوتا ہے فرشتے نازل ہو کر ان کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں: لَمْ تَزَلِ الملئکة تصلی علیه مادام فی مصلاہ: اللّٰهم صل علیه، اللهم ارحمه (صحیحین-ابو هریره) وہ ان اعمال کے سلسلے میں باہم تبادلہَ خیال اور گفتگو کرتے ہیں، جن سے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے: هل تدری فیها یختصم الملاء الاعلیٰ قلت نعم فی الکفارات (مشکوٰة) قرآن مجید کے بعض مقامات کی تلاوت ان کے لئے حد درجہ جاذب ہوتی ہے۔قال تلك الملائكة انت لصوتك ولو قرأت لا صبحت ینظر الناس الیها (صحیحین، الخدری)

جب انسان قبلہ رُو ہو کر کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے داہنے طرف ہوتا ہے: فان احدکم اذا استقبل القبلة فانما یستقبل ربه والملك عن یمینه (ابو داؤد عن ابی سعید) بلکہ فرشتے مساجد میں بھی ہوتے ہیں، ان کو انسانوں کی طرح بعض اشیاء سے اذیت بھی ہوتی ہے، اس لئے حکم ہوتا ہے کہ پیاز جیسی چیز کھا کر مساجد میں نہ جایا کرو۔ من اکل من هذه الشجرة فلا یقربن مساجدنا فان الملائكة تتاذی مما یتاذی منه الانسان (صحاح-عن جابرؓ)

آپ کی دعاؤں پر فرشتے آمین کہتے ہیں، اس لئے فرمایا، جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ہم آہنگ ہوتی ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ من وافق تأمینه تأمین الملئکة غفرله ما تقدم من ذنبه (صحاح-ابو هریره) بلکہ بندہ جو بھی دعا کرتا ہے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اس لئے حکم ہوتا ہے کہ خیر کی دعا کیا کرو ولا تدعوا انفسکم الا بخیر فان الملئکة یومنون علیٰ ما تقولون (مسلم-ام سلمه) جمعہ کے دن جب امام خطاب کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتے بھی سننے کے لئے آجاتے ہیں۔ فاذا خرج الامام حضرت الملئکه یتمعون الذکر (صحاح-ابو هریره) عید کے دن مختلف راستوں پر کھڑے ہو کر، لوگوں کو رب کریم کے حضور حاضر ہونے کو کہتے ہیں یعنی ان کے دلوں میں اس کے لئے تحریک پیدا کرتے ہیں اور جنہوں نے ماہِ صیام کے حقوق ادا کیے ان کو داد دیتے ہیں اور بخشش کی نوید سناتے ہیں۔ اذا کان یوم عید الفطر وقفت الملئکة علیٰ ابواب الطرق فینادوا اغدوا یا معشر المسلمین الی رب کریم-لقد امرتم بقیام اللیل وامرتم بصیام النهار واطعتم (بکم فاقبضوا جوائزکم فاذا صلو انادی منا دالا ان ربکم قد

غفر لکم فارجعوا راشدین الی رحالکم الحدیث (طبرانی کبیر عن سعد بن الاوس)
جب انسان بیمار ہوتا ہے تو دو فرشتوں کی ڈیوٹی لگ جاتی ہے جو اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ عیادت اور بیمار پرسی کرنے والوں سے خدا کی حمد و ثنا اور صبر و شکر کرتا ہے (یا شکوہ) اذ مرض العبد بعث الله علیه ملکین فقال انظرا ما ذا یقول لعوّاده فان هو اذا جاءه حمد الله واثنی علیه رفعا ذلك الی الله وهو اعلم الحدیث (مالك بن عطا) جب فرشتے اس کے کسی جگر گوشے کی جان قبض کرتے ہیں تو رب ان سے پوچھتا ہے کہ مصیبت کے اس عالم میں میرا بندہ کیا کہتا تھا، تو وہ کہتے ہیں، الٰہی وہ آپ کی حمد اور اِنَّا لِلّٰہ پڑھتا تھا، جس سے اللہ خوش ہو کر اس کے لئے بہشت میں 'بیت الحمد' تعمیر کرنے کا ان کو حکم دے دیتا ہے قال الله تعالیٰ قبضتم ولا عبدی.... قبضتم ثمرۃ فوادہ فیقولون نعم فیقول ما ذا قال عبدی فیقولون حمدك واسترجع فیقول ابنوا لعبدی بیتا فی الجنة وسموہ بیت الحمد (ترمذی۔عن ابی موسیٰ) جب مومن پر خود اپنی رحلت کا وقت آتا ہے تو رحمت کے فرشتے اس کی معطر روح نکالتے ہیں اور اگر وہ کافر ہوتا ہے تو اس پر عذاب کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور بڑی سختی سے اس کی متعفن روح نکالتے ہیں۔اذا احتضر المومن اتت ملئکة الرحمة بحریرۃ بیضاء فیقولون اخرجی راضیة مرضیا عنك الی روح الله..... وان الکافر اذا احتضر اتته ملئکة العذاب بمسح فیقولون اخری ساخطة مسخوطا علیك الی عذاب الله (نسائی۔ابو هریرۃ) بعض خوش نصیب افراد کے جنازہ کے ساتھ رحمت کے فرشتے چلتے ہیں۔ان رسول الله ﷺ اتی بدابة وهو مع الجنازۃ فابی ان یرکب فلما انصرف اُتی بدابة فرکب فقیل له فقال ان الملائکة فکانت تمشی فلم اکن لا رکب وهم یمشون فلما ذهبوا رکبت (ابو داؤد۔ثوبان) جنازہ کے ہمراہ سواری پر لوگوں کو سوار دیکھا تو فرمایا انہیں شرم آنا چاہئے، فرشتے پیدل اور یہ سوار چلتے ہیں۔خرجنا مع رسول الله ﷺ فی جنازۃ فرای ناسا رکبانا فقال الا تستحیون ان ملئکة الله علی اقدامهم وانتم علی ظهور الدواب (ترمذی۔ثوبان)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

دار الافتاء

مولانا عزیز زبیدی وار برٹن

استفتاء

1. ارشادِ ربانی ہے 'خُذِ الْعَفْوَ' مگر سوشلسٹ اس کے برعکس یوں تاویل کرتے ہیں کہ جو کچھ وافر ہے سب لے لو۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

2. بے نماز یا غیر دیندار سیاسی لیڈر کو اپنا لیڈر بنانا کیسا ہے؟

3. مسلمان اور اسلام کے دعویدار اَن گنت، اسلام کے نعرے بھی بہت لگائے جاتے ہیں اس کے باوجود ہم تنزّل کا شکار ہو رہے ہیں کیوں؟

کہا جاتا ہے (نعوذ باللہ) اسلام پرانا ہو چکا ہے ورنہ ہم ذلیل و خوار نہ ہوتے۔ اس کی وجوہات تحریر فرمائیں۔

الجواب

(الف) عفو اور سوشلزم:

جو نام نہاد مسلمان سوشلزم پر ایمان رکھتے ہیں وہ برائے نام اسلام کا نام لیتے ہیں یعنی کاروباری حد تک۔ الا ماشاء اللہ! اس لئے آپ دیکھتے ہیں کہ ان کو سارے قرآن میں صرف یہی دو آیتیں نظر آتی ہیں، اور وہ بھی صرف اس لئے کہ کسی طرح اس قرآنی منتر کے ذریعے 'خداوندان سوشلزم' تک ان کو رسائی حاصل ہو سکے اور مسلمانوں کے حلقوں میں وہ اچھوت ہو کر نہ رہ جائیں۔ اس پر ستم بالائے ستم یہ کہ ان 'جعلی مساواتیوں' کی کوشش یہ بھی ہوتی ہے کہ کسی طرح ان کے پیٹ کا دھندا دوسروں سے بڑھ کر کامیاب رہے۔ گویا کہ یہ لوگ جس 'بدنام ازم' کا نعرہ لگاتے ہیں، اس میں بھی وہ مخلص نہیں ہیں۔

ہمارے نزدیک یہ سوشلسٹ قادیانیوں سے بھی بدتر ہیں، کیونکہ انہوں نے جن کو یہ تشریعی اختیارات دے رکھے ہیں وہ خدا کے بھی منکر ہیں۔ غلام احمد مرزا کم از کم خدا کو تو مانتا تھا۔ گو وہ ترنگ میں آکر خود بھی خدا بن جاتا تھا، تاہم اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی ضرورت اور وجود کا قائل تھا۔ کارل مارکس، لینن اور ہیگل وغیرہ تو خدا کی ضرورت کے بھی قائل نہیں تھے۔

گو بات کڑوی ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ، ملکی آئین کی رُو سے بلکہ خود ان ترمیمات کی رُو سے بھی جو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا موجب بنیں، قادیانیوں کی طرح ان سوشلسٹوں کو بھی 'غیر مسلم اقلیت' قرار دیا جانا چاہئے اور جس طرح ان کی جماعت کو خلافِ قانون قرار دیا گیا ہے، اسی طرح ان کی 'سوشلزم' کی تبلیغ پر بھی پابندی عاید کی جائے۔ لیکن سنا ہے، جب جناب بھٹو روس کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں، صدرِ مملکت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

نے ایک آرڈیننس کے ذریعے سوشلزم کی تبلیغ کیوں؟ عیاں راچہ بیاں!

بہر حال یہ تحریک روحِ اسلام کے خلاف ہے۔

خُذِ الْعَفْو۔ پہلے تو اس کے وہ معنی نہیں جو وہ کرتے ہیں۔ اصل اس کے معنی ہیں کہ: درگزر کیجئے! یعنی درگزر کرنا شیوہ بنا لیجئے! حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف ۶۳ھ) فرماتے ہیں:

امر الله نبيّه ﷺ ان يَأْخُذَ الْعَفْوَ من اخلاق الناس او كما قال (بخاری کتاب التفسیر باب قوله خذ العفو)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے کہ: لوگوں کی عادات کے بارے میں ''عفو'' (درگزر کا شیوہ) اختیار فرمائیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب آیت خذ العفو وامر بالعرف نازل ہوئی تو آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس کا مفہوم دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا، رب سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ پھر آ کر بتایا کہ آپ کا رب آپ سے فرماتا ہے کہ، جو آپ سے توڑے، آپ اس سے جوڑیں، جو آپ کو نہ دے، آپ اس پر داد و دہش فرمائیں اور جو آپ سے زیادتی کرے آپ اس سے درگزر کیا کریں۔''

ان ربك يأمرك ان تصل من قطعك وتعطى من حرمك وتعفوا من ظلمك (فتح الباری کتاب التفسیر باب خذ العفو ص ۳۰۶، ۸ بحواله ابن مردويه)

اس سے جو اگلی آیت ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے: وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نزغ فاستعذ بالله (اعراف ع ۲۴) یعنی اگر شیطان کی تحریک پر آپ کے دل میں (انتقام کی) آتحریک پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو)

لیکن یہ معنی ایک سوشلسٹ کے لئے قابلِ قبول نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اختلافِ رائے کو برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ درگزر کہاں؟

جن اکابر (مثلاً ابنِ عباسؓ) نے اس کے معنی 'مالِ زاید' کے لئے ہیں ان کے متعلق مفسرین مثلاً مسدی (ف ۱۲۷ھ) ضحاک (ف ۱۰۵ھ) عطاء (ف ۱۳۵ھ) ابو عبیدۃ (ف ۲۱ھ) فرماتے ہیں، یہ حکم نزولِ زکوٰۃ سے پہلے کا تھا، وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ سے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ تک کا ٹکڑا چھوڑ کر باقی ساری سورۂ اعراف مکی ہے یعنی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اور معروف معنی میں زکوٰۃ کا حکم ۸ھ میں نازل ہوا ہے۔ اس سے پہلے ''زکوٰۃ'' کا لفظ صدقہ وخیرات کے معنی میں مستعمل ہوتا تھا اس لئے وہ فرماتے ہیں، نزولِ زکوٰۃ کے بعد خُذِ الْعَفْو کا حکم منسوخ ہو گیا ہے لیکن امام طبری (ف ۳۲۰ھ) پہلے معنی کو ترجیح دیتے ہیں (فتح الباری ص ۲۰۶، ۲۰۵/ ۸)

ہاں سورۂ بقرہ جس میں آیت يَسْئَلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ؟ قُلِ الْعَفْو'' ہے مدنی ہے اور ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہے لیکن یہ ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ میں بالکل ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی ہے۔

البقرة جميعها مدنيه بلا خوف وهي من اوائل ما نزل بها (ابن کثیر ص ۳۵ / سورۃ بقرہ)

زکوٰۃ کا نزول اس سے کہیں بعد نازل ہوا یعنی ۸ھ میں۔ اس لئے جن بزرگوں نے قُلِ الْعَفْو کو منسوخ قرار دیا ہے اس کے لئے گنجائش نکل سکتی ہے۔

حضرت مجاہد (ف ۱۲۳ھ) فرماتے ہیں زکوٰۃ کا حکم اس کا ناسخ نہیں بلکہ اس اجمال کی تفصیل ہے، یعنی عفو سے مراد مالِ نصاب میں جو شرح زکوٰۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

مقرر ہے وہ ہے۔ وقال اخرون: مع ذلك الصدقة المفروضة (ابن جریر ص ۲/۳۶۵) وقیل مبنية باية الزكوٰة قاله مجاهد وغيره (ابن کثیر ۱/۲۵۶ و جامع البیان ص ۳۳)

حضرت ربیع بن انس (ف ۱۴۰ھ) اور قتادہ بن وعامہ (ف ۱۱۷ھ) فرماتے ہیں۔ اس سے مراد سب سے عمدہ اور بہتر مال ہے۔ افضل مالك واطيبه (ابن جریر ص ۲/۳۶۴)

ابن ابی حاتم (ف ۳۲۷ھ) نے اس کی جو شانِ نزول بیان کی ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے حضرت معاذ (ف ۱۸ھ) اور حضرت ثعلبہ (ف ھ) حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ:

حضور! ہمارے پاس غلام بھی ہیں اور نفیس مال بھی، اس پر آیت مذکور نازل ہوئی۔

يحيى انه بلغه ان معاذ بن جبل وثعلبة اتيا رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله ان لنا ارقاء واهلين من اموالنا فانزل الله: يسئلونك ما ذا ينفقون۔ (ابن کثیر ص ۲۵۶)

صاحب لباب النقول نے ابن ابی حاتم سے بہ روایت سعید اور عکرمہ حضرت ابن عباس سے یہ الفاظ بیان کئے ہیں:

ان نفراً من الصحابة حين امروا بالنفقة فى سبيل الله اتوا النبى ﷺ فقالوا الا ندرى ما هذه النفقة التى امرنا فى اموالنا فما ننفق منها فانزل الله الاية.

جب اللہ تعالیٰ نے فی سبیل اللہ خرچ کرنے کو کہا تو صحابہ کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں آئی اور کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہ ہم اپنے مالوں میں سے کیا خرچ کریں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

گویا کہ اس کے یہ معنی نکلے کہ: آپ کو جو مال زیادہ بہتر معلوم ہو، وہ خدا کی راہ میں دو۔ فهو المراد۔ قرآن حکیم بھی اسی بات کی سفارش کرتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (پ ۴۔ آل عمران۔ ع ۱۰)

(لوگو!) جب تک آپ وہ مال خرچ نہیں کیا کریں گے۔ اس وقت تک، نیکی تک آپ کو رسائی حاصل نہیں ہوگی۔ جو آپ کو پیارا ہے۔

چنانچہ اس آیت کے نزول پر حضرت ابو طلحہ انصاریؓ (ف ۳۱ھ) حضرت عمرؓ (ف ۲۴ھ) اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ (ف ۷۳ھ) نے اپنی عزیز ترین چیزیں خدا کے حضور پیش کر کے تعمیل کی۔ (ابن کثیر ص ۱/۳۸۱)

اعراب:

قُلِ الْعَفْو کے اعراب میں اختلاف ہے، بعض امام 'الْعَفْوَ' یعنی 'واوَ' پر زبر پڑھتے ہیں اور کچھ حضرات اس پر پیش پڑھتے ہیں۔ مگر امام ابن جریر فرماتے ہیں جمہور کا مسلک پہلا ہے اور وہی صحیح ہے۔ فرماتے ہیں اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔

يَسْئَلُوْنَكَ اَىَّ شَىْءٍ يُنْفِقُوْنَ ؟ قُلِ الَّذِىْ الْعَفْوَ (ابن جرير طبرى)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ماہنامہ محدث لاہور

آپ سے پوچھتے ہیں کون سی شے خرچ کریں؟ فرمادیجئے: جو 'عفو' ہو۔

اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے، جو آپ کو عمدہ لگے؟ کیونکہ 'اَیُّ' جب استفہام کے لئے ہو تو اس وقت اس سے جنس یا نوع مراد ہوتی ہے (راغب) اس لئے اب سوال یہ نہیں ہو گا کہ کتنا خرچ کیا جائے بلکہ یہ ہو گا کہ 'کیسا' خرچ کیا جائے؟ ظاہر ہے کہ یہ معنی بھی اسی نظریہ کی تائید کرتے ہیں جو حضرت ربیع (۱۴۰ھ) اور حضرت قتادہ (۱۱۷ھ) نے پیش کیا ہے اس لئے یہ سوشلسٹوں کے مکروہ عزائم اور نظریہ کا ماخذ بالکل نہیں بن سکتی۔

اس سے قریب تر قول یہ ہے کہ اس کے معنی ہیں:

جتنا خوش دلی سے دے سکو، دو، یعنی جو تمہاری طبیعت پر شاق نہ رہے اور دل کو خوش لگے۔ مثلاً حضرت طاؤس بن کیسان خولانی (ف ۱۰۵ھ) حضرت حسن بصری (۱۱۰ھ) اور حضرت عطاء کا بھی یہی قول ہے۔ (ابن جریر ص ۳۶۴/ ۲)

حضرت امام ابن القیم نے اسی قول کو ترجیح دی ہے (زاد المعاد ص ۱۱۵/ ۲)

ان یأخذ من الحق الذی علیهم ما طوعت به انفسهم وسمحت به وسهل علیهم ولم یشق وهو العفوا الذی لا یلحقهم ببذله ضور ولا مشقة

ہمارے نزدیک اس 'خوش دلی' کے پیمانے جدا جدا ہیں، کچھ تو واقعۃً زائد مال ہی خدا کی راہ میں لٹا دیتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو فرائض مالیہ کی حد تک پوری دیانت داری اور خوش دلی کا ثبوت دیتے ہیں اور کچھ وہ بھی ہیں جو سارا گھر سمیٹ کر راہِ خدا میں جھونک دیتے ہیں اور قرار پاتے ہیں مثلاً حضرت صدیقؓ کی ذات گرامی ہے۔ اور کچھ وہ بھی ہیں جو چیز ان کو بہت اچھی لگتی ہے اسے وہ خدا کی راہ میں خرچ کر کے ہی چین پاتے ہیں۔ اور یہ وہ سٹیج ہے کہ جہاں سوشلسٹ مزاج جیسے رنگیلوں کے پَر جلتے ہیں، وہ مساوات کے نام پر دنیا سے یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اپنے مال سے آدھا ہمیں بھی دو، لیکن وہ یہ بھی کہیں کہ: ہم سے یہ وافر ہے یا ہمیں یہ سب سے زیادہ محبوب شے ہے، اس لئے خدا کی رضا کے لئے دیتا ہوں ؎ ایں خیال است محال است و جنوں انہوں نے مساوات کے مسئلے تو صرف لوگوں سے بٹورنے اور اپنا گھر بھرنے کے لئے گھڑ رکھے ہیں ورنہ ان کو خدا یا خلقِ خدا سے کیا واسطہ؟ یہ تو وہ لوگ ہیں جو ساری دنیا سے بڑھ کر خدا، رسول، قرآن اور عوام کا استحصال کرتے ہیں۔ خدا ان کو سمجھے۔

بہر حال ہمارے نزدیک 'خُذِ الْعَفْوَ' سے مراد 'درگزر' کا شیوہ اختیار کرنا ہے۔ اگر اس کے معنی 'مال زائد' ہی کیے جائیں تو پھر اس سے مراد عام صدقات ہیں، جبری ٹیکس یا جبری جیب تراشی نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے حضور نذرانہ پیش کرنا چاہتے ہیں، وہ خدا کے شایانِ شان، عمدہ سے عمدہ شے دینی شرط یہ ہے کہ جو دیں، تاوان سمجھ کر نہ دیں، خوش دلی سے دیں اور دل پر پتھر رکھ کر نہ دیں بلکہ نہایت حضورِ قلب کے ساتھ پیش کریں، جس میں ان کو آسانی بھی محسوس ہو۔ یہ آیت پاک بہر حال سوشلسٹوں کے ناپاک اغراض اور جذباتی افکار کا ماخذ نہیں بن سکتی جو بناتے ہیں وہ قرآن سے بے خبر ہیں یا بدنیت، ان کا صحیح علاج یہ ہے کہ ان کا مقاطعہ کیا جائے اور وزیر اعظم سے درخواست کی جائے کہ ان کو ہمارے قرآن سے کھیلنے سے روکیں۔ اور جو ان کا مقام ہے، ان کو اسی پر رکھیں۔ مسلمانوں کی طرح سیدھے طریقے سے قرآن کا نام لیں یا کوئی اور دھندا کریں، قرآن کی تحریف سے بہر حال ان کو روکا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) بے نماز سیاسی لیڈر:

یہ سوال کہ جو سیاسی لیڈر بے نماز ہو اسے اپنا رہنما بنایا جا سکتا ہے یا نہیں، یہ سوال کرنے کا نہیں تھا، یقین کیجئے! یہ سوال پڑھ کر ہمیں بڑا دکھ ہوا ہے کیونکہ کبھی ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے لیکن محسوس ہوتا ہے کہ آج شاید ہمیں اس کے لئے بھی کچھ گنجائش نظر آنے لگی ہے۔ فليبك من كان باكيا۔

یقین کیجئے! بالکل نہیں، بالکل نہیں! جو بنا لیتے ہیں۔ ان کی آخرت بڑی خطرے میں ہے بلکہ دنیا بھی۔ خسر الدنيا والاخرة۔

ہمارے نزدیک یزید اور حجاج بہت بدنام سیاسی لیڈر ہیں لیکن بے نماز وہ بھی نہیں تھے، اگر وہ بے نماز ہوتے تو یقین کیجئے، اس کو ایک 'شمر' بھی نہ ملتا۔ کیونکہ شمر بہت بڑا بد سہی لیکن ذوق کے لحاظ سے وہ اس قدر ننگا نہیں تھا کہ وہ ایک بے نماز کو بھی اپنا پیشوا بناتا۔ بہر حال بقولِ علامہ اقبال؂

یہ زائرانِ حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

سیاسی لیڈر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک سرکاری جماعت کے رہنما ہوتے ہیں پہلے ان کو سمجھائیں اگر راہ پر نہ آئیں تو ان کی قیادت کو قبول کرنے سے قطعی انکار کر دیں۔ کیونکہ جماعت کی کامیابی کی صورت میں بالآخر یہی لوگ بر سرِ اقتدار آئیں گے جن میں سر تا پا دین اور آخرت کا ضیاع ہے۔ ان کے مظالم اور نہ کر دینوں سے تعاون کریں گے تو ایمان ضائع ہو گا، خدا ناراض ہو گا اور آخرت تباہ ہو گی۔ اگر ان کی سیئات کو خاموش ہو کر برداشت کریں گے تو جو انجام معاونین کا ہو گا وہی آپ کا ہو گا۔ جیسا کہ سبت کے دن یہود کا ہوا۔ اگر ان کی مخالفت کریں گے تو اپنی دنیوی عافیتوں کو امتحان میں ڈالنے والی بات ہو گی جو بہر حال خطرے سے خالی نہیں۔ استقامت رہے یا نہ۔

اگر وہ سرکاری جماعت کے رہنما اور حکمران بھی ہیں تو نہایت خیر خواہی کے ساتھ پہلے ان کو تبلیغ کی جائے اگر یہ حکمتِ عملی کامیاب نہ رہے تو عوام کو صحیح صورتِ حال اور ان کے فرائض سے آگاہ کیا جائے، ہو سکتا ہے کہ عوامی دباؤ کی وجہ سے ان کی زندگی کا کانٹا بدل جائے، اگر یہ بھی ممکن نہ رہے تو ملک میں پارلیمانی طریقے پر عوام کو تیار کیا جائے ہو سکتا ہے کہ جمہوری طریقے پر 'صالح انقلاب' کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ بہر حال باغیانہ سرگرمیوں کے ساتھ بے دین اور بے نماز حکمرانوں کو بھی بدلنے کی کوشش سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس سے ملک کمزور ہوتا ہے اور قوم کی ہوا اکھڑ جاتی ہے۔ ہاں ملک جو خواص ہیں وہ ازراہِ تبلیغ ان حکمرانوں کی مصاحبت، تائید اور حمایت سے پرہیز کریں اور احتجاجاً ان کا بائیکاٹ کریں، جیسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا، آپ نے دو آدمیوں کو سمجھایا کہ اشرفیوں سے سونا اور دراہم سے چاندی نہ خریدیں۔ کیونکہ یہ "ربا" (سود) ہے، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا، فرماتے تھے کہ، سونا سونے کے بدلے نہ خریدو نہ بیچو مگر برابر سرابر، نقد بہ نقد۔

لا تبتاعوا الذهب بالذهب الا مثلا بمثل لا زيادة بينهما ولا نظرة (ابن ماجه) وقت کے حکمران بولے: یہ صرف ادھار کی صورت میں ہے۔ حضرت عبادہ نے فرمایا: کہ میں حضور ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور آپ اپنا خیال بتاتے ہیں، اگر اللہ نے موقع دیا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

میں جاکر آپ کے علاقہ میں واپس نہیں آوں گا۔لئن اخرجنی الله لا اسا کنك بارض لك علی فیها إمرة (ابن ماجه)

جب واپس ہوئے تو سیدھے مدینے پہنچے، یہ قصہ حضرت عمرؓ کو سنایا۔ آپ نے فرمایا۔ اس سرزمین کا برا ہو جس میں آپ نہ ہوں، آپ واپس تشریف لے جایں اور گورنر کو لکھا کہ بات وہی ہے جو حضرت عبادہؓ نے بیان کی ہے،لوگوں کو اس کے مطابق حکم دیں۔ آپ کو حضرت عبادہ پر حکومت کا کوئی اختیار نہیں۔

لا امرة لك علیه واحمل الناس علی ما قال فانه هو الامر (ابن ماجه ص۳ؕ)

غرض یہ ہے کہ اتنی بڑی صریح خلاف ورزی کے باوجود آپ نے ان کے خلاف محاذ نہیں بنایا لیکن ذاتی طور پر اس کا بائیکاٹ ضرور کیا کیونکہ خواص کا یہ فریضہ ہے کہ حکمرانوں کو سیدھی راہ پر رکھیں۔ اگر نہ رہیں تو ذاتی حیثیت میں ان کا بائیکاٹ ضرور کریں تاکہ وہ راہ پر آجائیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تمہارے بہترین حکمران وہ لوگ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں اور ایک دوسرے کے لئے دعاگو رہو، اور بدترین وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت کرو اور تم پر لعنت کریں۔ صحابہ نے عرض کیا تو اس صورت میں ہم ان کی بیعت فسخ نہ کردیں۔ آپ نے فرمایا:

لا، ما اقاموا فیکم الصلوٰة لا ما اقاموا الصلوٰة فیکم۔

نہیں نہیں، جب تک وہ تم میں نماز قائم کریں۔ دوبار فرمایا: پھر فرمایا: ہاں ان کی سیئات سے نفرت کریں لیکن ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچنے کی کوشش نہ کریں۔ (مسلم)

گویا کہ ان کو برداشت کرنے کی صرت ایک شرط ہے کہ نماز خود بھی پڑھتا ہو اور لوگوں میں بھی اس کو قائم کرتا ہو۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ نماز کے تارک رہیں تو خوش دلی کے ساتھ ان کو برداشت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ نے کہا کہ تو پھر ہم ان کے خلاف جہاد نہ کریں فرمایا: لا ما صلوا لا ما صلوا (مسلم) جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ ایسا نہ کیجیو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ان کو دل میں جگہ نہ دیں۔

ای من کره بقلبه وافکر بقلبه (مشکوٰة-ام سلمة)

حضرت عمرؓ نے اپنے تمام عاملوں اور گورنروں کو یہ حکم کیا تھا کہ جو نماز کے احکام یاد نہیں رکھتا اور نہ وقت پر اسے ادا کرتا ہے مجھے ان کی دوسری کسی ڈیوٹی اور ذمہ داری پر بھروسہ نہیں ہے۔یعنی وہ دوسری تمام صلاحیتوں کے باوجود 'نااہل' تصوّر کیے جائیں گے: الفاظ یہ ہیں:

ان عمر بن الخطاب کتب الی عماله ان اهم امرکم عندی الصلوٰة فمن حفظها و حافظ علیها حفظ دینه ومن ضیعها فهو لما سواها اضیع (رواه مالك باب وقوت الصلوٰة)

اس سے معلوم ہوا کہ بے نماز لیڈر سے دین وملت کی کسی قسم کی بہتری کی توقع کرنا فضول ہے۔ گو بظاہر ایسا نظر آئے کہ ترقی ہورہی ہے لیکن انجام کار پوری قوم اپنی روایات سے اجنبی اور اپنے مرکزی محور سے بہت دور جا پڑے گی۔ ہوسکتا ہے کہ غیر مسلموں کی طرح وہ بھی ملک اور قوم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دنیا بنا ڈالیں لیکن ایک مسلم کی حیثیت سے ان سے دین وملت کو فروغ نصیب ہو، مشکل ہے۔ جیسا کہ اب تک ان ظالموں کو برداشت کرنے کی سزا ہم پا رہے ہیں کہ گو ہم جیتے ہیں لیکن ایک مسلم کی حیثیت سے بالکل نہیں۔ بالکل نہیں! حالانکہ ہمارا معیار یہی ہے اور صرف یہی۔

(ج) کیا اسلام پرانا ہو گیا ہے:

اسلام ازلی اور ابدی ہے۔ ایسی شے کبھی کہنہ نہیں ہوتی۔ اسلام اور اس کا نظام آج بھی ایسا ہی فطری اور توانا ہے جیسا کہ وہ روزِ اول تھا۔

باقی رہی مسلم کی نکبت، ادبار اور تنزلی؟ سو وہ اس لئے نہیں کہ، مسلمان حاملِ اسلام تھے، اس لئے ان کو یہ سزا ملی۔ حقیقت یہ ہے کہ بقول جارج برنارڈ شاہ: عیسائیوں نے عیسائیت چھوڑی تو ترقی کی اور مسلمانوں نے 'اسلام' کو چھوڑا تو وہ پستی اور تنزل کے گڑھے میں گرے۔ اسلام کو اپنانے کی بنا پر تنزل ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ اسلام لے ڈوبا، حالانکہ یہاں معاملہ ہی اس کے برعکس ہے۔ اصل میں اسلام کے سلسلے میں غفلت ہی ہمیں لے ڈوبی ہے۔

اصل میں یہ غلط فہمی، اسلام نافہمی سے پیدا ہوئی ہے، یار دوستوں نے اسلام کا مفہوم، عام پوجا پاٹ اور نعرہ تصور کر لیا ہے، اس لئے وہ سمجھنے لگے ہیں کہ، جب اسلام کے نام پر جلسے ہوتے ہیں، وعظ ہوتے ہیں اور کچھ لوگ کچھ درود وظیفے اور عبادتیں بھی کر لیتے ہیں تو پھر مسلمان نے ترقی کیوں نہ کی اور اسلام نے ان کو فرش سے اٹھا کر عرش پر کیوں نہ پہنچا دیا؟

حالانکہ یہ اسلام کا بالکل عجمی مفہوم ہے جو عموماً ایک مذہب کے بارے میں فرض کر لیا جاتا ہے۔ اسلام کا اسلامی اور قرآنی مفہوم اس سے قطعی مختلف ہے۔

اسلام کا قرآنی مفہوم یہ ہے کہ پورے حضورِ قلب کے ساتھ اپنا پورا رخ اپنے اللہ کی طرف کر لیا جائے اور پھر تا آخر اسی کے ہو رہیں۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ (پ۱۔ بقرہ۔ ع۱۴)

واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے خدا کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا اور پورے حضور قلب کے ساتھ۔ کیونکہ الٰہ (سچا خدا) صرف ایک ہے، اس لئے تم بھی صرف اسی کے ہو رہو!۔

فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا (پ۱۷۔ الحج۔ ع۵)

جیسے ابراہیم خلیل اللہ کا طریقہ تھا۔

وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (پ۵۔ النساء۔ ع۱۸)

اور اس نے حضرت ابراہیم کے طریقے کا اتباع کیا جو سرتاپا حنیف تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ اور نعرہ یہ تھا۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (پ۷۔ الانعام۔ ع۹)

(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا) میں نے تو ایک ہی کا ہو کر اپنا رخ صرف اسی (ذات پاک) کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

پیدا کیا اور (یقین کیجئے) میں 'ہرجائی' (مشرکوں میں سے) نہیں ہوں۔

جب یہ سٹیج آئی تو رب نے بھی آپ کو اپنا 'دوست اور یار' بنالیا۔

وَاتَّخَذَ اللهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا (پ۷۔ النساء۔ع۱۸)

محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں سے فرما دیجئے کہ اگر میرے طریقے اور طرزِ حیات پر تمہارا دل نہیں جمتا تو نہ سہی، میں تو بہر حال تمہارے باطل معبودوں کے پیچھے چلنے سے رہا۔ میں تو صرف اس کا غلام رہوں گا جس کے قبضے میں تمہاری جان ہے، مجھے تو حکم ہوا ہے کہ میں اس کے ماننے والوں میں سے ہو رہوں اور دین حنیف پر قائم رہوں، ہرجائی نہ بنوں اور نہ ہی اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. وَلَا تَدْعُ مِنَ اللهِ الاية (پ۱۱۔ یونس۔ع۱۱)

چنانچہ مسلمانوں سے فرمایا:

اَنِيْبُوْآ اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَه (پ۲۴۔ زمر۔ع۶)

اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دو۔

تو جو (یوں) مسلمان ہو گیا (بس) اس نے سیدھا رستہ ڈھونڈھ نکالا۔

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا (پ۲۹۔ الجن۔ع۱)

اس کے لئے پھر دونوں جہانوں میں خطرے والی کوئی بات نہیں۔

فَلَه اَجْرُه عِنْدَ رَبِّه وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ۱۔ بقرہ۔ع۱۳)

جس نے یوں رب اور رسول کی اطاعت نہ کی تو پھر ان کے لئے چاروں طرف آگ ہی آگ ہے۔

مَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَه فَاِنَّ لَه نَارَ جَهَنَّمَ (پ۲۹۔ الجن۔ع۱)

نیز فرمایا کہ دنیا کی زندگی بھی شکنجہ میں رہے گی۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَه مَعِيْشَةً ضَنْكًا (پ۱۶۔ طٰہٰ۔ع۷)

یہ ہے وہ اسلام جس کے حامل سدا گردن فراز اور اوج ثریا پر فائز رہ سکتے ہیں۔ کیا آج کا مسلمان بھی اسی اسلام کا حامل ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں ہے تو پھر ان نتائج کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے جو صرف 'مسلم حنیف' کے لئے مخصوص اور موعود ہیں۔

تسلی رکھیے! اللہ تعالیٰ کو تمہیں دکھ دینے سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اگر اب بھی تم اس کے ممنون ہو رہو تو وہ اب بھی بڑا قدر دان ہے، سینہ سے لگا لے گا۔

مَا يَفْعَلُ اللهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا (پ۶۔ النساء۔ع۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باقی رہے ہمارے یہ نعرے، جلسے جلوس اور چند اسلامی رسومات کی پابندی؟ سو پہلے تو وہ 'آدھا تیتر آدھا بٹیر کا نمونہ ہے، یعنی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اس کے علاوہ، وہ بھی پورے حضورِ قلب کے ساتھ نہیں ہو رہا، بلکہ اس کا سارا رنگ 'ذہنی تعیش' کا رنگ ہے۔ اس لئے آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ اسلام کے نام کے جس کام میں 'رونق میلے' ہوں گے وہاں بچے سے لے کر بوڑھے تک سب سرگرم نظر آئیں گے اور جہاں 'نمائش' کے یہ مواقع یا استحصال کے امکانات کم ہو جاتے ہیں وہاں 'اسلام کا رُخِ زیبا' لے کر بھی نکلیں گے تو آپ کو ایک بھی 'رفیقِ سفر' نظر نہیں آئے گا، خاص کر وہ تنہائیاں جہاں رب سے مناجات ہوتی ہے اور ایک 'مسلم حنیف' کی تخلیق اور تعمیر بھی ممکن ہوتی ہے، آپ کو بہر حال ویران اور سنسان نظر آئیں گی، کیونکہ اصل مرض یہ ہے کہ ان کو خدا نہیں چاہئے، نقد چاہئے، فردا کا انتظار کون کرے؟ اس لئے قصور اسلام کا نہیں، نام لیواؤں کا ہے کہ انہوں نے اسلام کی شرم نہیں رکھی اور اسلام کے پیچھے چلنے کے بجائے اسلام سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اب ان کے پیچھے چلے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں نتیجہ وہی بر آمد ہو سکتا ہے جس کا آپ آج شکوہ کر رہے ہیں۔ جوابِ شکوہ کے یہ چند بند آپ بھی ایک دفعہ مکرر پڑھ لیں، شاید ایمان تازہ ہو جائے۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خُوگر ہیں	اُمّتی باعثِ رسوائی پیغمبر ﷺ ہیں
بت شکن اُٹھ گئے، باقی جو رہے بُت گر ہیں	تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں
بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے	
حرمِ کعبہ نیا، بت بھی نئے، تم بھی نئے	
کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟	مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار	ہو گئی کس کی نگہ طرزِ اسلاف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں	
کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں	
شور ہے، ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود	ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود	یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو افغان بھی ہو	
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟	
ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے	تم مسلمان ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے
حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے	تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے
وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر	

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر	
لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں، بگڑی اب بھی بن سکتی ہے	
آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا	
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا	
یقین کیجئے!	
عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری	میرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوا اللہ کے لئے آگ ہے تکبیر تری	تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں	
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں	

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

نقد و نظر

ابن القاری مظفر گڑھی

''محدث'' اور ''معارف اسلام'' کے ایک مضمون کا موازنہ

دونوں کے ایک عام قاری کی طرف سے

''محدث'' ایک علمی اور اصلاحی مجلہ ہے اس کا مقصد ہر قسم کے قدیم و جدید مسائل پر کتاب و سنت کی بنیاد پر محققانہ اور سنجیدہ تحریریں پیش کرنا ہے۔ یہ مجلہ اس اعتبار سے کسی فرقہ کی نمائندگی یا ترجمانی نہیں کرتا کہ اسے کسی دھڑے کا تحفظ یا دوسرے کو نیچا کرنا ہے بلکہ اس کی پالیسی فرقہ بندی اور دھڑے بندی کے خلاف ہے۔ مختلف اصولی اور فروعی مسائل پر مباحث کے سلسلہ میں اس کا مقصد خالق علم و تحقیق کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ملتِ اسلامیہ کے کسی فرعی مسئلے کی اہمیت اس کے نزدیک اتنی ہی ہے جتنی کسی اصول کی۔ کیونکہ محدث مسائل کے باہمی تفاضل کے باوجود ان کی علمی اہمیت اسی طرح مساوی سمجھتا ہے جس طرح انبیاء یا ائمۂ دین کے باہمی تفاضل کے باوجود ان کا احترام۔ اپنے اندازِ فکر میں وہ لا الٰہ الّا اللہ کو اپنا شعار سمجھتا ہے یعنی دعوت و تبلیغ میں اثباتاً و نفیاً اس کا مقصود اطاعتِ حق ہے۔ اپنے قلمی معاونین اہلِ علم سے بھی وہ اس بات کی امید رکھتا ہے کہ وہ تائید و تردید کی صورتوں میں اس کے اندازِ فکر کو پیش نظر رکھیں گے۔

زیرِ نظر مضمون کے سلسلہ میں بھی ہماری خواہش ہے کہ اگر بحث علمی تبادلۂ خیال کی حد تک قائم رہے تو 'محدث' میں اس کی اشاعت کی جائے ورنہ اس میدانِ کارزار سے پہلو تہی کر لی جائے۔ ترکی بہ ترکی جواب کی امید ہم سے نہ رکھی جائے اس سے ہم پیشگی معذرت کر لیتے ہیں۔ (ادارہ)

مولانا عزیز زبیدی ایک پختہ کار عالم دین اور پرانے صحافی ہیں۔ علمی حلقوں میں ان کی وسعتِ نظر اور محنت معروف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ گرفت کرتے ہیں تو اس کا جواب بڑا مشکل ہوتا ہے۔ شیعہ کے ماہوار مجلہ 'معارفِ اسلام' کے ایڈیٹر جناب غیاث الدین صاحب آج کل اپنا حساب چکانے کے درپے ہیں اور صفحات کے صفحات کالے کر رہے ہیں لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ کاغذ کی اس گرانی اور دیگر طباعتی مہنگائی کے دنوں میں اگر آپ کو اپنی فارغ البالی کا مظاہرہ کرنا ضروری ہی تھا تو کم از کم ان مسائل کی طرف تو توجہ دیتے جو زیر بحث آئے تھے اور جن کی نشاندہی مولانا زبیدی صاحب نے معارفِ اسلام جون جولائی ۷۳ھ کے تعاقب کے جواب محدث کے سالِ رواں کے دو شماروں میں تفصیلاً کر کے اپنے موقف کی وضاحت کی تھی۔ دوسری قسط کے آخر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ اصولی باتوں کی بجائے ادھر ادھر کی نوک جھونک پر وقت ضائع کرنا ہے تو ہم الوداعی سلام کہتے ہیں۔

میری سرِ راہ مولانا عزیز زبیدی صاحب سے ملاقات ہوئی تو معارف کے تازہ شمارہ اکتوبر ۷۴ء کے تازہ نگارشات اور مندرجات کی طرف توجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

دلائی۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ اگر جناب غیاث الدین صاحب اصولی مسائل اور علمی مباحث کی طرف آتے تو ہم بھی ان میں دلچسپی لیتے لیکن اب نوک جھونک کے جس میدان میں وہ الجھانا چاہتے ہیں وہ سب بے سود ہے۔ پھر ہماری تو پوزیشن یہ ہے کہ جب انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ تاریخی اور دینی مسائل میں ثقاہت اور علمی احتیاط کو ملحوظ رکھیں تو سیخ پا ہو جاتے ہیں کہ مجتہدوں کو یہ مشورہ دینے والا کون؟ یہ ہمیں جاہل بتاتا ہے۔ پھر تعجب یہ کہ اگر دوست، معزز، فاضل اور محترم کے الفاظ سے ان کا ذِکر کیا جائے تو بھی برا مناتے ہیں۔ معاصر موصوف کی اس زود رنجی اور جذباتیت میں تبادلۂ خیال کیا لطف دے گا؟ میرا جواب تو یہ ہے کہ محدث اور معارفِ اسلام کے دونوں پرچے سامنے رکھ کر وزن کر لیا جائے۔ ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

مولانا زبیدی صاحب سے ملاقات کے بعد میں نے دونوں کے متعلقہ شماروں کا موازنہ کیا تو مولانا زبیدی صاحب کے پیش کردہ حقائق اور بنیادی سوالات کا وزن معلوم ہوا۔ کاش کہ جناب غیاث الدین صاحب طعن و تشنیع کی بجائے شیعہ سے منسوب عقائد و افکار کی حقیقت سے انکار کرتے بلکہ وہ وہ سٹپٹاتے بھی ہیں اور تسلیم بھی کرتے چلے جاتے ہیں۔ کہیں چڑ کر اور کہیں مسائل سے پہلو تہی کر کے یعنی خاموشی اختیار کر کے۔ تاہم موازنہ میں سہولت کے پیش نظر عام قارئین کے لئے چند امور پیش کیے دیتا ہوں تاکہ جناب غیاث الدین صاحب کی طول طویل تحریر کی نقاب کشائی ہو سکے۔

تازے شمارے کی بات:

تقریباً ہر سال 'معارف اسلام' علیؓ فاطمہؓ نمبر نکلتا ہے۔ اس کے پے در پے چرکوں سے قاری کے زخم گہرے ہوتے رہتے ہیں۔ عموماً باتیں وہی ہوتی ہیں جو پہلے پرچوں میں آچکیں جن سے پچھلا تاثر بھی ہرا رہتا ہے گویا لفظوں کا ہیر پھیر تو ممکن ہے لیکن ایک سے مفاہیم و مطالب کی بار بار رٹ ہوتی ہے اور پرانے مغالطات دہرائے جا رہے ہوتے ہیں اس لئے جناب غایث الدین صاحب کا اس بات پر جز بز ہونا کہ کسی سابقہ اشاعت یا اشاعتوں پر تبصرہ کیوں کیا گیا معقول بات نہیں ہے۔ نیز تقریر و تحریر کا فرق بھی واضح ہے۔ تحریر جب بھی نظر کے سامنے آئے تازہ ہی کی مانند اثر کرتی ہے۔ ہمیں تعجب ہے کہ جناب غیاث الدین صاحب اگر 'معارف اسلام' کی تحریروں کا اثر اتنا وقتی اور فوری زوال پذیر سمجھتے ہیں تو اس صحافت سے کیا فائدہ؟ لکھنے والے کو تو بہت سوچ سمجھ کر لکھنا چاہئے تاکہ بعد میں پشیمانی نہ ہو کیونکہ تحریریں نہ صرف دائم العمر بلکہ دنیا سے جانے کے بعد بھی تازہ ہی رہتی ہیں۔

کما قال القائل

يلوح الخطّ فی القرطاس دهرا وكاتبه رميم فی التراب

یعنی کاغذ میں تحریر زمانہ بھر جھلکتی رہتی ہے حالانکہ اس کے کاتب کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہیں۔

واقعی جناب ایڈیٹر 'معارفِ اسلام' تحریر کی اتنی سی اہمیت سے ناواقفی کے بعد اپنی صحافت دانی کے بڑے زعم میں معذور ہی نظر آتے ہیں۔

ایسوں کو تو کوئی سکھانے سے بھی رہا۔

علاوہ ازیں آپ ہی بتائیے کہ شیعہ حضرات آج بھی بنو امیہ، حضرت علیؓ اور معاویہؓ اور حضرت حسینؓ اور یزید کی تیرہ چودہ صد سالہ پرانی آویزش

کو بھولی بسری قرار دینے کے لئے تیار نہیں۔ جب محرم کے دن آتے ہیں تو ان کا لہو گرم ہو جاتا ہے اور آپ وہ کچھ کر گزرتے ہیں کہ رہے نام اللہ کا! اگر اس ساری نوحہ گری اور سینہ کوبی کا جواز تیرہ صدیوں بعد بھی تبرّوں کی صورت میں آپ کے ہاں تسلیم ہے تو ایسی تحریر کو آپ 'ناقابلِ مواخذہ' منوانے پر تلے بیٹھے ہیں جسے شائع ہوئے ابھی تیرہ سال بھی نہیں گزرے۔ یاللعجب!!

محدث کا عنوان:

جناب غیاث الدین صاحب کو محدث کے شمارہ محرم و صفر ۱۳۹۳ھ میں عنوان فرضی خلیفہ بلافصل۔۔۔ چھپ جانے سے ایک بے سروپا مسئلے پر جولانئ قلم دکھانے کا نادر موقعہ بھی مل گیا اور انہوں نے اس یقین پر کہ 'معارف اسلام' کا کوئی قاری 'محدث' کاہے کو دیکھتا ہوگا اپنے زعم میں میدان مار لیا ہے کہ یہ عنوان ہی درست نہیں حالانکہ نہ صرف اسی مضمون کی دوسری قسط میں اس 'سہو کتابت' کا ازالہ کر دیا گیا اور ادارتی نوٹ کی صورت میں بھی تصحیح کر دی گئی تھی بلکہ اسی پہلی قسط کی دوسری سطر میں 'خلیفہ بلا فصل اور وصی رسول اللہ' کا حوالہ بھی موجود ہے۔ اس کے بعد اکتوبر ۱۹۷۴ء مطابق رمضان ۱۳۹۴ء کے شمارہ معارفِ اسلام میں اس عنوان سے بحث بے سود ہے۔ قارئین کے لئے واضح ہے کہ یہ ادھر ادھر کی باتوں میں الجھاؤ اور کج بحثی صرف اس غرض سے ہے کہ اصل بحث سے تو کنارہ رہے اور پڑھنے والوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ جناب غیاث الدین نے اکیس صفحات میں جواب دیا ہے۔

علمی ثقاہت کا لحاظ:

جناب غیاث الدین صاحب سے درخواست کی گئی تھی کہ علمی ثقاہت کو ملحوظ رکھا کریں اور خانہ ساز مفروضات سے پہلو تہی کریں۔ مثلاً جناب نے لکھا ہے کہ

قرآن اور احادیثِ صحیحہ کی رُو سے آل جزو محمد مصطفیٰ ہے۔۔۔ اسی لئے قرآن حکیم میں آیت درود میں **یصلون علی النبی** آیا ہے **یصلون علی نبی** نہیں آیا۔ یعنی (الف لام) جنسی آیا ہے یعنی نبی اور اس کے ہم جنس پر درود ہے۔ (معارفِ اسلام جون ۱۹۷۳ء، ص ۱۴)

اس کا جواب زبیدی صاحب نے لکھا تھا کہ اس کی داد تو علامہ رضی (شیعہ) بو علی سینا، فارابی اور کندی جیسے فلسفی ہی دے سکتے ہیں۔ (محدث جمادین ۱۳۹۳ھ ملخصاً)

جناب اس تلمیح سے ناراض ہو گئے ہیں کیا یہ انصاف ہے؟ مولانا محترم نے لکھا تھا کہ غیر ذمہ دارانہ اور عامیانہ علم کلام و عربیت کی وجہ سے جدید طبقہ بجائے خود دین سے بدکنے لگا ہے۔ اسلام پر رحم کریں اور کچھ طور بدلیں۔ (محدث محرم و صفر ص ۲۰ ملخصاً)

یہ خالص دردمندانہ بات تھی مگر آپ نے اس کا بھی برا منایا حالانکہ بات اسلام کے مستقبل کے لئے تھی مگر جناب نے اس کو ذاتی مسئلہ بنالیا۔

حالات کی نزاکت کا واسطہ:

مدیر معارفِ اسلام نے لکھا ہے کہ وقت اتحاد کا ہے جھگڑے کا نہیں۔ اس لئے اس مضمون کی ضرورت نہیں۔ اس پر مولانا نے معارف کی جارحیت کے وہ اشتعال انگیز نمونے دکھائے جو صحابہ کرام جیسی نفوسِ قدسیہ اور خود اہلحدیث بزرگوں کے خلاف کی گئی تھی۔" پھر ان سے پوچھا تھا کہ صلح کل کے یہی نمونے ہیں؟ معارف نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اگر دیا بھی تو اور فاش ہو گئے یعنی کہا کہ ہم تو صحابہ کا احترام کرتے ہیں ماسوائے چند افراد کے جو کہ دشمنانِ محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ تھے (اکتوبر ۷۴ء) غور فرمایا: معارف نے کیا کہا؟ پھر ان صحابہ کی لسٹ پیش کی جن کا وہ احترام کرتے ہیں۔ ابوذر، سلمان، علی، عمار، حذیفہ، جابر، ابوسعید خدر، ابن عباس۔ باقی رہے دوسرے صحابہؓ وہ خود ہی سمجھ لیجئے!

لطیفہ:

جناب نے اویس قرنی کا نام بھی اس لسٹ میں پیش فرمایا ہے (معارف ص ۷۰) ماشاء اللہ کتنی عظیم دریافت ہے؟ اہل حدیثوں اور صحابہ کے سلسلے میں ان کی جارحیت کے نمونے محدث صفر ص ۲۳ تا ۲۶ ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو ان کی صلح جوئی اور نزاکتِ وقت کا اندازہ ہو جائے۔

خلافت و عصمت:

پھر مولانا نے خلاف کی حقیقت اور اقسام سے بحث کی اور خوب کی، اس کے علاوہ خلیفہ کے معصوم ہونے پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ کیا بات ہے قرآن اور خود شیعہ حضرات کی تصریحات کے خلاف ہے؟ ملاحظہ ہو محدث جمادی الاولیٰ والآخرۃ۔ ص ۲۳ تا ص ۲۵۔

معاصر معارف نے اس پر کتنی توجہ دی؟ وہ آپ کے سامنے ہے!

حضرت علیؓ کا مقام:

شیعوں کے معارف کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہیں؟ خدا سے بھی اونچے۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی ہستی ہے تو پھر خلافت کا مقام ان کے لئے فروتر ہے۔ آپ کے نزدیک ان کے لئے تو عرش و کرسی چاہیئے یعنی 'خدا کا سٹیج۔ (ایضاً ص ۲۶ تا ص ۳۶)

اس کا جواب انہوں نے کیا دیا؟ معارف آپ کے سامنے ہے۔

شیعوں کے آئمہ معصومین:

شیعہ کہتے ہیں کہ ائمہ معصوم ہوتے ہیں۔ مولانا موصوف نے شیعوں کی اپنی تصریحات کے آئینہ میں ان کو دکھایا ہے کہ کیا معصوم ایسے ہوتے ہیں؟ ص ۳۱ تا ص ۳۵۔ معارف میں اس کا کتنا ذکر ہے خود ہی ملاحظہ فرمالیں۔

شیعوں کا قرآن وحدیث:

قرآن و حدیث کے سلسلے میں شیعوں کا کیا نظریہ ہے؟ زبیدی صاحب نے پوری تفصیل دی کہ ان کا اس قرآن پر ایمان نہیں یہ کسی اور قرآن کے منتظر ہیں۔(محدث ص ۳۰ تا ۳۷)

معارف کو دیکھیے! اس موضوع کا بھی اس میں کوئی نشان نہیں ملتاً

ہم بیعت کرنے کو تیار ہیں:

مولانا زبیدی صاحب نے بڑے اچھوتے انداز میں اس پر روشنی ڈالی ہے کہ! قرآن آپ کا غائب، امام بھی غائب، تقیہ آپ کا ایمان، آخر وہ کس منہ سے شیعی نظامِ سیاست کی طرف دنیا کو دعوت دیتے ہیں۔ اگر کوئی آپ کی بات مان لے تو یہاں آکر کیا کرے گا۔ ملک کا بنیادی دستور غائب، امام بھی ندارد۔" پھر بیعت کس کی اور کاہے کے لئے؟ ص ۳۵ تا ۳۷ ملاحظہ فرمائیں۔

اس کی طرف کتنی توجہ فرمائی؟ وہ ان سے پوچھیے!

تقیہ:

مولانا نے ان پر اعتراض کیا ہے کہ: تقیہ ان کے مذہب کی جان ہے اس لئے خلافت تو بڑی بات عام معاملات میں بھی ان پر بھروسا کرنا مشکل ہے۔

جناب غیاث الدین صاحب نے اس کی تردید نہیں فرمائی بلکہ مزید تائید فرمائی ہے مگر اس دعوے کے ساتھ کہ تمہارے فلاں بزرگ نے بھی ایسا لکھا ہے۔ یہ بات کہ تمہارے بزرگوں کا کیا نظریہ ہے یہ موضوع الگ۔ جناب مدیر معارف نے بہرحال اس کا اعتراف کر لیا ہے کہ تقیہ ان کے نزدیک کارِ ثواب ہے۔ فہذا المقصود! ہم نے بھی تو یہی کہا ہے کہ تقیہ ان کا مذہب ہے پھر غصہ کاہے کا؟

یہ وہ مسائل تھے جو معارف اسلام سے تنقیحات کی شکل میں مولانا نے پیش کیے تھے۔ قارئین اندازہ فرمائیں کہ معارف اسلام نے اپنے صفحات میں ان کی کیا وضاحت پیش کی اور کس کس کا جواب دیا ہے؟؟

سلسلہ مصنفین درس نظامی

اختر راہی

نصیر الدین طوسی

طوس صوبہ خراسان (ایران) کا ایک قدیم شہر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی بنیاد 'جمشید پیش دادی' نے رکھی تھی۔ زمانے کے انقلابات نے کئی بار 'طوس' کو اجاڑا اور بسایا۔ کیانی دور سلطنت میں طوس تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ ایران کی حکومت کیخسرو کے ہاتھ آئی تو اس کے نامور سپہ سالار طوس ابن نوذر بن منوچہر نے از سرِ نو آباد کیا۔ حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں ۲۹ھ مطابق ۶۴۹ء میں یہاں اسلامی پرچم لہرایا۔ طوس کی شان و شوکت عباسی دور حکومت میں عروج پر تھی۔ طوس میں حمید بن قحطبہ کا ایک مربع میل میں پھیلا ہوا وہ عظیم الشان محل تھا جس کے باغ میں امام علی رضا اور ہارون الرشید کے مزار تھے۔ ابن خرداذبہ (م ۳۰۰ھ) کی روایت کے مطابق طوس کا سالانہ خراج سنتالیس ہزار آٹھ سو ساٹھ درہم یعنی ۱۱۹۶۵ روپے تھا۔

شاہانِ عجم کے زیر نگیں طوس کی کوئی علمی و ثقافتی اہمیت نہ تھی مگر اسلامی دور اقتدار میں طوس کی قسمت جاگ اُٹھی۔ نظام الملک طوسی جیسا مدّبر اس کی پیشانی کا جھومر بن کر چمکا۔ فردوسی طوس کی ایک نواحی بستی میں پیدا ہوا۔ امام غزالیؒ ضلع طوس کے ایک گاؤں میں متولد ہوئے۔ محقق نصیر الدین طوسی کو بھی اسی خاک سے نسبت ہے۔ عہد عباسیہ کا نہایت بارونق شہر آج کھنڈروں کی صورت میں دعوتِ غور و فکر دے رہا ہے۔ طوس کے کھنڈروں میں پانچ سو افراد کی آبادی کا ایک گاؤں 'سجادیہ' ہے جس نے قدیم طوس کو کامل تباہی سے بچا رکھا ہے اور دنیا بھر کے سیاح فردوسی کے مزار پر حاضر ہونے کی خاطر ان کھنڈروں میں پہنچ جاتے ہیں۔

ولادت و خاندان:

نصیر الدین طوسی ۱۱؍جمادی الاولیٰ ۵۹۷ھ/۱۸؍فروری ۱۲۰۱ء کو پیدا ہوا[1]۔ ابو عبد اللہ کنیت، محمد نام اور نصیر الدین لقب تھا۔ باپ کا نام بھی محمد اور دادا کا نام حسن تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے محمد بن محمد بن حسن بن ابو بکر۔

نظامی بدایونی نے امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) کو خواجہ نصیر الدین کا والد ظاہر کیا ہے[2]۔ نہیں کہا جا سکتا انہیں یہ مغالطہ کیوں ہوا؟ خواجہ نصیر الدین طوسی اور فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) میں کوئی رشتہ نہیں تھا۔

تعلیم و تربیت:

شرعی علوم میں خواجہ کو اپنے والد محمد بن حسن سے تلمذ حاصل تھا۔ دوسرے علوم میں انہوں نے متعدد اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ فرید الدین داماد نیشاپوری، شیخ کمال الدین بن یونس موصلی اور معین الدین سالم بن بدران مصری معتزلی ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام
[2] قاموس المشاہیر جلد دوم ص ۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیر الدین آغاز شباب میں نیشاپور چلے گئے تھے۔ وہاں انہوں نے امام سراج الدین قمری کے حلقہ درس میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ نیشاپور علمی و فکری مرکز تھا۔ علامہ شبلی نعمانیؒ (م ۱۹۱۴ء) رقم طراز ہیں۔

'نیشاپور کی علمی حالت یہ تھی کہ اسلام میں سب سے پہلا مدرسہ جو تعمیر ہوا یہیں ہوا۔ جس کا نام مدرسہ 'بیہقیہ' تھا۔ امام الحرمین (امام غزالی) کے استاد نے اسی مدرسہ میں تعلیم پائی تھی۔ عام شہرت ہے کہ دنیائے اسلام میں سب سے پہلا مدرسہ بغداد کا نظامیہ تھا۔ چنانچہ ابن خلکان نے بھی یہی دعویٰ کیا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ فخر بغداد کے بجائے نیشاپور کو حاصل ہے۔ بغداد کا نظامیہ ابھی وجود میں نہیں آیا تھا کہ نیشاپور میں بڑے بڑے دار العلوم قائم ہو چکے تھے۔ ایک وہی بیہقیہ جس کا ذکر ابھی گزر چکا ہے۔ دوسرا اسعدیہ، تیسرا نصریہ جس کو سلطان محمود کے بھائی نصر بن سبکتگین نے قائم کیا تھا۔ ان کے سوا اور بھی مدرسے تھے جن کا سر تاج نظامیہ نیشاپور تھا[3]۔

نصیر الدین طوسی نے نیشاپور کے علمی ماحول سے بھرپور استفادہ کیا اور علوم مروّجہ میں کمال حاصل کیا۔

اسماعیلیوں کی قید میں:

بلاد خراسان میں مغلوں کی چیرہ دستیوں کے پیش نظر خواجہ نصیر الدین، ناصر الدین محتشم کے بلانے پر قہستان چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ اسماعیلیوں کے راہنما نے کچھ فدائیوں کو مامور کیا تھا کہ وہ خواجہ کو نیشاپور سے اغوا کر کے قلعہ 'الموت' میں لے آئیں۔ چنانچہ فدائیوں نے ڈرا دھمکا کر خواجہ کو 'الموت' آنے پر مجبور کر لیا۔ خواجہ عرصہ تک ناصر الدین کے پاس قہستان میں رہے۔

قہستان میں خواجہ نہایت آرام و اطمینان کی زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن وہ اسماعیلیوں کا کردار پسند نہ کرتے تھے۔ انہوں نے خلیفہ معتصم کی مدح میں قصیدہ لکھا اور ایک خط کے ساتھ بغداد بھیج دیا۔ یہ خط اور قصیدہ ابن علقمی کے ذریعے خلیفہ کے حضور پیش ہونا تھا۔ جو اس وقت وزارت کے منصب پر فائز تھا۔ یہ خط کسی طرح ناصر الدین محتشم کے جاسوسوں نے اڑا لیا اور خواجہ کو حوالہ زنداں کر دیا گیا۔

جب ناصر الدین قہستان سے 'دلیموں دز' گیا تو خواجہ کو بھی ساتھ لے گیا۔ اس دوران میں اطلاع آئی کہ علاؤالدین کو سوتے ہوئے قتل کر دیا گیا اس کی جگہ رکن الدین خورشاہ اورنگ نشین ہوا۔ خواجہ رکن الدین خورشاہ کی حکومت کے آخری ایّام تک قلعہ 'الموت' ہی میں رہے۔ خواجہ کو اگرچہ وزارت کا منصب حاصل تھا مگر اطمینانِ قلب نصیب نہ تھا۔ اسماعیلیوں کی جا و بے جا تعریف کرنا پڑتی تھی۔ جو ایک روحانی عذاب سے کم نہ تھی۔

خواجہ کی رہائی کا سبب ہلاکو خان بنا۔ جس نے ۶۵۴ ہجری میں ممالک غربی پر یلغار کی اکیس ہزار کے لشکر جرار کے ساتھ ہلاکو خان حملہ آور ہوا اور یکے بعد دیگرے اسماعیلیوں کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ خواجہ کے سمجھانے بجھانے پر رکن الدین خورشاہ نے ہلاکو کی اطاعت قبول کر لی اور اپنی اور خورشاہ کی جان بچالی۔

ہلاکو خان نے خواجہ اور ان کے ساتھیوں کا بہت اعزاز کیا۔ خواجہ کو اپنا مصاحب بنالیا۔ ہر معاملے میں وہ ان سے مشورہ لیا کرتا تھا اور ان کی رائے کا

---

[3] الغزالی صفحہ نمبر ۴

احترام کرتا تھا۔خواجہ نے کئی نازک موقعوں پر ہلاکو خان سے اپنے حسب منشا کام لیکر اپنے ہم مسلکوں کی جان بخشی کرائی۔

ایک بار ہلاکو نے ایک عہدے دار کے قتل کا حکم دیا۔ اس کے احباب ورفقاء دوڑے ہوئے خواجہ طوسی کے پاس گئے کہ اس کی جان بخشی کرائی جائے۔خواجہ نے ہاتھ میں عصا، تسبیح اور اضطرلاب لیا اور اس کے پیچھے کچھ لوگ آتشدان میں عود ولوبان سلگاتے ہوئے چلے اس ہیئت کذائی میں جب یہ لوگ ہلاکو کے خیمے کے پاس پہنچے۔توخواجہ نے اور بھی زیادہ لوبان وعود جلایا۔اور اضطرلاب کو بار بار اُٹھا کر دیکھتا۔ہلاکو کو خبر ہوئی تو اس نے خواجہ کو خیمے کے اندر بلایا اور پوچھا واقعہ کیا ہے؟ خواجہ نے من گھڑت افسانہ شروع کیا کہ علم نجوم سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس وقت آپ پر ایک بڑی مصیبت آنے والی ہے۔اس کے لئے ہم نے لوبان وعود جلایا اور دعائیں مانگیں کہ خداوند اس مصیبت کو دور کردے۔اس سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ بادشاہ تمام سلطنت میں فرمان جاری کردے کہ جو لوگ قید میں ہیں رہا کردیئے جائیں گے۔جو لوگ مجرم ہیں وہ معاف کردیئے جائیں گے اور جن لوگوں کے قتل کا اعلان ہوچکا ہے ان کی جان بخشی کی جائے گی۔چنانچہ ہلاکو اس افسانے سے اتنا متاثر ہوا کہ فرمان خواجہ کی حسب خواہش جاری کردیا گیا۔اور اس طرح وہ معزز عہدیدار قتل ہونے سے بچ گیا۔

بغداد پر حملے کے دوران میں عزالدین عبدالحمید بن ابی الحدید مصنّف شرح نہج البلاغہ اور ان کے بھائی موفق الدین کو گرفتار کرلیا گیا۔اور یہ اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ تہ تیغ کردیئے جائیں گے۔ابن علقمی نے خواجہ سے ان کی سفارش کی۔وہ دربار میں گئے اور استدعا کی کہ ان کی جان بخشی کی جائے چنانچہ دونوں باعزت بری کئے گئے۔

مذہب:

یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ شیعی اور معتزلی تھا۔صلاح الدین صفدی نے اس کی تصانیف میں ایک کتاب کا ذکر کیا ہے۔جو اس نے 'فرقہ نضیریہ' کے لئے لکھی تھی۔لیکن اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ میرے خیال میں اس کا یہ عقیدہ نہ تھا۔کیوں کہ 'نضیریہ'، حضرت علیؓ کو خدا تسلیم کرتے ہیں۔لیکن ایک فلسفی حضرت علیؓ کو کیوں کر خدا تسلیم کرسکتا ہے۔

تصانیف:

خواجہ نصیر الدین کو مروّجہ علوم میں مہارت تامہ حاصل تھی۔اُن کا مطالعہ نہایت وسیع اور کتب خانہ بے نظیر تھا۔ان کے کتب خانے میں چار لاکھ کے لگ بھگ کتابیں تھی،پروفیسر براؤن لکھتا ہے:

Mongol army which destroyed Baghdad, He profited by the plunder of many libraries to rich his own which finally came to comprise according to Ibni Shakir more than 4,00,000 volumes.[4]

پروفیسر براؤن خواجہ کی تصنیفی صلاحیت کے بارے میں رقمطراز ہے۔

---

[4] Aliterary History of Persia Vol.II, P.485

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

He was a most productive writer on religious, philosophical, mathematical, physical and astronomical subjects. [5]

خواجہ نے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں کتابیں لکھی ہیں۔ پروفیسر براؤن نے '۵۶' تصانیف بتائی ہیں۔ تصانیف متنوع موضوعات پر ہیں تاہم زیادہ تر ریاضی، ہندسہ اور طب کے موضوع پر ہیں۔ چند اہم تصانیف کا تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

1. شرح اشارات:

خواجہ نے یہ کتاب بیس (۲۰) سال کے عرصہ میں لکھی ہے۔ 'اشارات' (مؤلفہ بو علی سینا) پر امام فخر الدین رازی نے اعتراض کیے تھے۔ خواجہ نے اپنی شرح میں امام رازی کے اعتراضات کا تفصیل سے جواب لکھا ہے۔ اور امام رازی کو تعصّب اور تنگ نظری کا شکار گردانا ہے۔ حالانکہ امام رازی، خواجہ کے استاد فرید الدین داماد نیشاپوری کے استاد تھے مگر خواجہ نے اس کے باوجود نہایت بے باکی سے امام رازی پر جرح کی ہے۔

'شرح اشارات' کے بارے میں مولانا عبد السلام ندوی لکھتے ہیں 'اس (شرح) میں اُس (خواجہ) کی کوئی چیز طبع زاد نہیں ہے۔ اس سے پہلے علاّمہ سیف الدین آمدی نے 'کشف التمویہات عن الاشارات والشبہات' کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔ جس میں امام رازی کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے تھے۔ محقق طوسی نے اس کتاب اور امام رازی کی شرح اشارات کے مباحث کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اور اس میں کوئی معتد بہ اضافہ نہیں کیا۔ [6]

2. اخلاقِ ناصری (فارسی):

ابو علی مسکویہ (م ۱۰۳۰ھ) نے 'تہذیب الاخلاق و تطہیر الاعراق' نام کی ایک کتاب لکھی تھی۔ خواجہ نے ناصر الدین عبد الرحیم بن ابی منصور حاکم قہستان کے ایماء سے قصبہ قائن میں اس کا ترجمہ کیا اور جابجا اضافے کر کے مستقبل تصنیف کا درجہ دیا۔

یہ کتاب اس زمانے میں لکھی گئی جب خواجہ اسماعیلیوں کی قید میں تھے۔ مقدمہ میں خواجہ نے بادل ناخواستہ اسماعیلیوں کی تعریف کی تھی۔ اسماعیلیوں کی قید سے نجات پانے کے بعد انہوں نے پہلا مقدمہ خارج کر کے دوسرا مقدمہ شامل کیا۔

3. تجرید:

4. زیج الخانی:

ہلاکو خان نے نصیر الدین طوسی کو سیاروں کے زائچے تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس کام کی انجام دہی کے لئے دنیائے اسلام کے مشہور ہیت دان مراغہ

---

[5] As in…

[6] حکمائے اسلام جلد دوئم صفحہ ۲۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

(صوبہ آذربائیجان) میں جمع ہوئے۔ مراغہ میں عظیم رصد گاہ بنائی گئی اور ضروری آلات وکتب فراہم کی گئیں۔ ہلاکو خان نے اس کام پر بے پناہ سرمایہ خرچ کیا۔ کتاب بارہ سال کے عرصہ میں تیار ہوئی۔ لیکن اس وقت ہلاکو خان فوت ہو چکا تھا۔

وفات:

خواجہ نے ذی الحجہ ۶۷۲ھ (جون ۱۲۷۴ء) میں وفات پائی اور مشہد کاظم میں دفن ہوئے۔ جنازہ میں اکابر واعیان نے شرکت کی۔

ابو شاہد (ایم۔اے) خالد علوی

عزیز زبیدی وار برٹن

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب	:	Motivation for EconomicAchievement in Islam
مؤلّف	:	مظفر حسین
صفحات	:	8 / 26 x 20،50 صفحات
قیمت	:	ساڑھے تین روپے
ملنے کا پتہ	:	آل پاکستان ایجوکیشن کانگرس۔7 فرینڈز کالونی ملتان روڈ لاہور

جناب مظفر حسین ان جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں سے ہیں جو اسلام کی تجدید و احیاء کا جذبہ رکھتے ہیں اور اس مقصد کے لئے اسلامی تعلیمات کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کا داعیہ رکھتے ہیں۔اِن دنوں وہ 'Philosophy of Agricultural Extention' کے موضوع پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔اس موضوع سے متعلق انہوں نے 'اِن سروس ایگریکلچرل انسٹیٹیوٹ سرگودھا' میں افسروں کے ریفریشر کورس میں ایک لیکچر دیا۔یہی لیکچر حک و اضافہ کے بعد Motivation For Economic Achievement in Islam کے نام سے کتابی صورت میں زیر نظر ہے۔

بعض مغربی مستشرقین اسلام کی صحیح تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے یہ لکھتے رہے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات معاشی ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہیں اور مسلمان ان تعلیمات کو اپناتے ہوئے اقتصادی ترقی نہیں کر سکتے۔اس غلط تصور کی تردید فاضل مؤلف نے دلنشیں انداز میں کی ہے۔ انہوں نے قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ اسلام ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے والوں کا دین نہیں بلکہ وہ تو اپنے ماننے والوں میں محنت کی لگن، دیانت داری اور پیشہ ورانہ مہارت پیدا کرنے پر زور دیتا ہے۔البتہ ایسے تمام ذرائع معاش کو ممنوع قرار دیتا ہے جو معاشرے کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔محنت کے استحصال، سود اور جوا وغیرہ کو حرام قرار دیا ہے۔

فاضل مقالہ نگار نے اپنے نقطۂ نظر کی حمایت میں بعض مغربی مفکرین اور علامہ اقبال کے اقوال و اشعار سے استفادہ کیا ہے۔اسلوب بیان دلکش اور موثر ہے۔کتاب کا ٹائٹل پیج (Title Page) جاذبِ نظر اور فکر انگیز ہے۔

اگرچہ مقالہ میں قرآنی آیات اور احادیث کی تخریج کی ہے مگر اس سلسلے میں مزید احتیاط برتنی چاہئے۔'الفقر فخری' معروف قول کو حدیثِ رسول ﷺ قرار دیا گیا ہے (ص ۲۴) جو درست نہیں۔اس سلسلے میں مزید توجہ کی ضرورت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲)

نام کتاب	:	لغات القرآن (پہلا پارہ)
موٴلّف	:	عزیز احمد
صفحات	:	8 / 20 x 30، 117 صفحات
قیمت	:	آٹھ روپے پچاس پیسے
ملنے کا پتہ	:	مسلم اکادمی۔ 18/29 محمد نگر لاہور

علامہ اقبالؒ نے کہا تھا ؎

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر — اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

بلاشبہ ہماری خواری وزبوں حالی کے اسباب میں سرِ فہرست قرآن سے بے اعتنائی ہے۔ ہماری آبادی کا زیادہ حصہ یا تو قرآن کریم پڑھتا نہیں اور اگر پڑھتا ہے تو اس کے مفہوم سے ناآشنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارا ہر فرد قرآن کریم کی تعلیمات سے آگاہ ہو۔ اس مقصد کے لئے جتنی بھی کوشش کی جائے قابلِ قدر ہے۔

'لغات القرآن' کے موٴلف جناب عزیز احمد صاحب بچپن میں ناظرہ قرآن کریم تک نہ پڑھ سکے مگر جب قرآن فہمی کی لگن پیدا ہوئی تو علامہ عبد اللہ یوسف علی کے انگریزی ترجمہ سے استفادہ کرنے لگے اور آخر اس لگن میں پچاس سال کی عمر میں قرآن کریم پڑھا اور آج ان کی لگن اس درجہ میں ہے کہ وہ خود ہی نہیں اوروں کو بھی اس سعادت میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عزیز احمد صاحب نے مطالبِ قرآن کی تفہیم کے لئے اردو تفاسیر اور قرآنی لغات کا مطالعہ کیا ہے مگر انہیں کوئی ایسا لغت نظر نہیں آیا جو قرآنی آیات کی ترتیب تلاوت اور پاروں کے لحاظ سے مدوّن ہو۔ تاکہ ایک مبتدی قرآن کھولے اور ساتھ ہی لغات سے مفہوم و مطلب پر غور کرتا جائے۔ اسے حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیئے ہوئے لغات کی ورق گردانی نہ کرنی پڑے۔ عزیز احمد صاحب نے اس احساس کو 'لغات القرآن' کی ترتیب و تسوید شروع کرکے عملی جامہ پہنایا ہے۔

مرتب نے الفاظ کے لغوی معانی کے ساتھ ساتھ اصطلاحی معنی بھی دیئے ہیں۔ نیز قرآنی الفاظ پر اعراب بھی لگائے ہیں۔ نمونہ 'لغات ملاحظہ ہو۔

الارض (زمین): سماء (آسمان) کے بالمقابل ایک جرم کا نام ہے۔ اس کے لغوی معنی حرکت اور چکر کھانے کے ہیں۔ زمین چونکہ چکر کھاتی ہے اس مناسبت سے یہ نام رکھا گیا ہے۔ کبھی ارض کا لفظ بول کر کسی چیز کے نیچے کا حصہ مراد لیتے ہیں جس طرح سما کا لفظ اعلیٰ حصہ پر بولا جاتا ہے۔ ص ۳۳

جستہ جستہ مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لغات مبتدی حضرات کے لئے نہایت سود مند ہے اور اس کے ذریعے قرآن کریم کے مفہوم کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

مرتب لغات نے دیباچہ میں مشہور قول 'سیکھو خواہ تمہیں چین ہی جانا پڑے' کو عام غلط فہمی کی بنا پر حدیثِ رسول ﷺ قرار دیا ہے جو درست نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی طرف کسی قول کو منسوب کرنے سے پہلے اس کی تصدیق کرنا از حد ضروری ہے۔ محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد اہل علم کو زیب نہیں دیتا۔

(۳)

نام کتاب	:	مشاہد التوحید
مؤلّف	:	ملک حسن علی جامعی
صفحات	:	456 صفحات
قیمت	:	دس روپے صرف
ملنے کا پتہ	:	مکتبہ سلفیہ۔ شیش محل روڈ۔ لاہور

ملک حسن علی جامعی اپنی تالیف 'تعلیمات مجدّدیہ' کی بدولت علمی و اسلامی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انہوں نے زیرِ نظر تالیف میں اسلام کے اصل الاصول 'توحید' کو موضوع بحث بنایا ہے ضمناً دائرۂ بحث میں بہت کچھ آ گیا ہے۔ مثلاً اسلامی عبادات میں سے نماز پر تفصیلی گفتگو ہے اس سلسلے میں سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور معوّذتین کی تفسیر بھی آ گئی ہے۔ پھر حج بیت اللہ کے فلسفہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ 'توحید' کی تعلیم دیتے رہے اور ہر نبی کی تعلیمات کی اساس و بنیاد توحید رہی ہے۔ جب کسی قوم میں مشرکانہ رسومات عام ہوئیں اور توحید کی نورانی تعلیم ماند پڑی تو دوسرے نبی نے اس اصل الاصول زندگی کو ابھارا۔ نبی اکرم ﷺ کی تعلیم کا مقصود و مطلوب بھی یہی ہے کہ بندے صرف 'اللہ' کے ہو جائیں اور بقول مولانا جوہر ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

آج ہم میں بہت سی مشرکانہ رسومات و بدعات ہیں مگر قرآن کریم کے محفوظ ہونے کی وجہ سے 'توحید' کی تعلیم آج بھی تابندہ و روشن ہے۔ ضرورت ہے ایسے مجاہدوں کی جو قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کریں اور بھولے ہوئے مسلمانوں کو پھر سوئے حرم لے چلیں۔

فاضل مؤلّف نے جچے تلے انداز اور سہل زبان میں اپنا نقطۂ نگاہ واضح کیا ہے۔ ایسی کتابوں کی اشاعت میں ہاتھ بٹانا کارِ ثواب' ہے۔

(۴)

نام کتاب	:	پنجاب کی سبزیاں
مؤلّف	:	چوہدری الطاف حسین
صفحات	:	238 صفحات
طباعت	:	عمدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قیمت : ساتروپے

ملنے کا پتہ : شعبہ زرعی مطبوعات (حکومت پنجاب) 50 آریہ نگر (سمن آباد) لاہور

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ آبادی کا تقریباً 80 فی صد زراعت پر گزر بسر کرتا ہے۔ قومی آمدنی کا تقریباً نصف حصہ زراعت سے حاصل ہوتا ہے۔ برآمدات میں زرعی اجناس اور زرعی اشیاء کی مصنوعات سرفہرست ہیں۔ اس لئے ملک کی معاشی ترقی کا انحصار زرعی ترقی پر ہے۔

پاکستان کے کئی ایک معاشی مسائل، قلیل آمدنی، بے روزگاری، زرِمبادلہ کی کمی اور غذا کی قلت وغیرہ کو حل کرنے میں زراعت اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ شعبہ زراعت اس مقصد کے لئے مفید اور معلوماتی لٹریچر شائع کرتا رہتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب 'پنجاب کی سبزیاں' بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ مؤلف نے سبزیوں کی اہمیت اور جملہ سبزیات پر فنی نقطۂ نظر سے گفتگو کی ہے۔ یعنی ہر سبزی کی اقسام، ان کے لئے زمین کی تیاری، طریقہ کاشت، آبپاشی، گوڈی، مصنوعی کھاد کے استعمال وغیرہ پر معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ کتاب میں ایک کسان کو سبزیوں کی کاشت سے برداشت تک جو مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ ہر ایک پر آسان اور عام فہم انداز میں لکھا ہے۔

زرعی شعبہ مطبوعات کی ایسی مفید کتابوں کو عام ہونا چاہئے اور خاص طور پر کسانوں کو ان سے خاطر خواہ استفادہ کرنا چاہئے۔

(۵)

نام کتاب : تاریخ مرزا

مؤلّف : مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

صفحات : 72 صفحات

کتابت وطباعت : عمدہ

قیمت : دوروپے پچیس پیسے

ناشر : المکتبۃ السلفیہ۔ شیش محل روڈ، لاہور

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرت سری نے مرزائیت کا تعاقب اتنا شدید کیا تھا کہ مرزا علیہ ما علیہ خود چلا اٹھا کہ 'اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔' چنانچہ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں اپنے کذب وافتراء پر دلیل بن کر سدھار گئے۔

مولانا امرتسریؒ نے اس کتاب میں مرزا کی تحریروں سے اس کے مختلف دعاوی دکھائے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب آہستہ آہستہ بتدریج دعاوی میں بلند ہوتے گئے اور آخر تک اس میں ردوبدل نہیں کرتا مگر مرزا صاحب ہر لمحے اپنی پیش گوئیوں میں ردوبدل کرتے رہے۔

مولانا امرتسریؒ کی اس کتاب سے مرزا کی صحیح تاریخ سامنے آجاتی ہے۔ موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ یہ کتاب ہر مسلمان کے ہاتھ میں پہنچ جائے۔ (ابوشاہد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

(۶)

نام کتاب	:	کتاب الفقہ (اردو)
مؤلّف	:	عبد الرحمٰن جزیری
مترجم	:	منظور احسن عباسی
صفحات	:	493 صفحات
جزء (جلد)	:	سوم
قیمت	:	45 روپے
ناشر	:	علماء اکیڈمی۔ محکمہ اوقاف پنجاب۔ لاہور
پتہ	:	شعبہ ٔمطبوعات۔ محکمہ اوقاف پنجاب۔ لاہور

کتاب و سنت سے ماخوذ مسائل عملیہ اور احکام پر مشتمل علم کا نام 'فقہ' ہے۔ اس میں ایک سے زیادہ رائیں ہو سکتی ہیں اور ہیں اور تا ابد رہیں گی۔ اس سے غرض پیش آمدہ غیر منصوص مسائل اور صورتوں کا حل پیش کرنا اور خلق خدا کے لئے اس کو مرتب اور مدون کر کے آسانی مہیا کرنا ہے۔ اس علم سے غرض تخریب نہیں تھی اور نہ ہی کتاب و سنت کے علاوہ لوگوں کے لئے ایسے مرجع خلائق کی تخلیق مقصود تھی جو قرآن و حدیث کے درمیان میں حائل ہو رہیں۔ بہر حال اس سلسلے میں امامانِ دین نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ انتہائی قابلِ قدر ہیں جن کی آنے والی نسلیں تا ابد ممنون رہیں گی۔

جن بزرگوں نے اس بارے میں کام کیا ہے، ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے، اگر ان سب کے افکار پر مبنی حلقے بن جاتے تو جتنے انسان ہوتے اتنے فقہی مذاہب تشکیل پا جاتے۔ جو ملت اسلامیہ کی ملی وحدت کے لئے انتہائی فالِ بد ثابت ہوتے۔ تاہم بعد میں آنے والوں نے اِن کی فکری تخلیقات کو ایک حد تک جمع کر دیا تاکہ اس میدان کے طلباء کے لئے ان سے استفادہ کرنا آسان ہو رہے۔ ان بزرگوں میں سے جن اکابر امت کو اہل قلم تلامذہ میسر ہو گئے ان کے افکار بھی مدون و مرتب ہو گئے۔ ان میں سے ائمہ اربعہ ہیں اور جن کو نہ مل سکے، جزوی طور پر ان کی فکری تخلیقات کا ذِکر تو مختلف شکلوں میں جاری رہا لیکن بالاستیعاب ان کی تدوین نہ ہو سکی۔ جیسے امام اوزاعی، لی، داؤد ظاہری، طبری، ابن ابی لیلیٰ وغیر ھم جزاھم اللہ عنا و عن سائر المسلمین۔ جن کا ذکر عموماً ائمہ اربعہ کے سلسلے کی کتابوں، عظیم فقہا اور اہل قلم ائمہ کی تالیفات میں کسی نہ کسی طرح آتا ہی رہتا ہے۔

ایک زمانہ آیا کہ مجتہدین کے افکار کو الگ الگ پیش کرنے کے بجائے، ایک ساتھ مدون و مرتب کرنے کی کوشش کی گئی، جن میں سے امام ابن رشد (ف ۵۹۵ھ) کی ایک کتاب بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد ہے۔ جس میں سب کے وجوہ استدلال سے بھی بحث کی گئی ہے۔

بعض بزرگوں نے ائمہ اربعہ کی طرف منسوب مسائل میں سے ایسے مسائل کی تدوین کا اہتمام کیا، جو ان کے نقطۂ نظر سے ائمہ اربعہ کی طرف اب منسوب نہیں ہونے چاہئیں، کیونکہ دلائل کی رو سے ان کو کتاب و سنت کی تائید حاصل نہیں تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کچھ علمانے ائمہ اربعہ کے صرف ان مسائل کی تدوین و تہذیب اور ترتیب کا اہتمام فرمایا جو ان کے نقطۂ نظر سے صحیح معنوں میں ان کے مسائل اور افکار تھے۔ اور عام فہم بنانے کے لئے فقہی دلائل اور حکمت تشریح کے بیان کرنے سے عمداً احتراز کیا تاکہ کتاب طویل نہ ہو اور سمجھنے میں الجھاؤ پیدا نہ ہو۔ زیر تبصرہ کتاب اسی نقطۂ نظر کی حامل ہے۔

اس کتاب سے وہ عدالتیں اور حکام مدد لے سکتے ہیں جو اسلامی نقطۂ نظر سے سوچنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ مترجم، ناشر اور مصنف کے پیش نظر بھی تھا۔ کتاب کا اسلوبِ بیان واقعی عام فہم ہے۔ ہر ملک کے لوگوں کے لئے اس سے استفادہ کرنا کافی آسان ہو گیا ہے۔ اس حصہ میں صرف مندرجہ ذیل احکام کا ذکر ہے۔

شرکت، وکالت، حوالہ، ضمانت، اجارہ، ودیعت، عاریت، ہبہ (عطیہ) اور وصیت۔ بعض بعض مقامات پر ذیل میں اس کی مزید وضاحت بھی کر دی گئی ہے جو زیادہ تر حنفی مسلہ سے متعلق ہے چونکہ مترجم اور ناشر کے سامنے پاکستان کی قانونی عدالتیں اور وکلاء ہیں اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ حنفی نقطہ نظر کی زیادہ سے زیادہ وضاحت کر دی جائے کیونکہ ملک میں انہی لوگوں کی اکثریت ہے۔ ہمارے نقطۂ نظر سے یہ کوشش دراصل اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اسلامی قانون کے مآخذ اصلیہ کی جو ضمانت دی گئی ہے، اس کی روح کے خلاف ہے۔ وکلاء اور قضاۃ (جج) کتاب و سنت کی ترجمانی کے پابند ہیں، کسی فقہی نقطۂ نظر کے نہیں۔ آپ اصل میں اس راہ پر ڈال کر وکلاء اور ججوں کا رخ صحیح سمت کے بجائے غلط رُخ کی طرف موڑنے کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ان میں دلائل سے بحث ہوتی تو شاید ان کے لئے محاکمہ کرنا ممکن ہو جاتا۔

ہاں فقہی مکاتب فکر کے سمجھنے کے لئے کتاب واقعی قابلِ ذکر ہے اور ان کی ایک جاندار خدمت بھی۔ جہاں تک مکمل آئین کی روح کی تسکین کا مسئلہ ہے، وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کی طرف راست توجہ دینے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

مکمل آئین میں اسلامی ضوابط اور قوانین کی ضمانت دی گئی ہے۔ اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ یہ بنیادی سرمایہ صرف عربی زبان میں ملتا ہے۔ لیکن لطف یہ ہے کہ ابھی تک حکومت نے اس کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا، عربی زبان کی تعلیم اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی تعلیم کے لئے احادیث کی امہات الکتب (صحاح ستہ وغیرہ) کے لئے مناسب مطالعہ کی کوئی مرتب کوشش نہیں کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کے مختلف محکمے، اپنی اپنی حد تک بساط بھر کوشش کر رہے ہیں، لیکن وہ چونکہ اس میدان کے لوگ نہیں ہیں، اس لئے ہزار نیک نیتی کے باوجود ان کی محنتیں ضائع ہو رہی ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ وکلاء اور عدالتوں کو ان جیسی کتابوں سے الگ ہی رکھا جائے تاکہ سب سے پہلے کتاب و سنت سے ان کو مناسبت حاصل ہو، ایسا نہ ہو کہ، ان کو پھر دہری محنت کرنا پڑ جائے۔ ذہن بن کر بدلنا بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک ان کتابوں کا مطالعہ امدادی حیثیت رکھتا ہے بنیادی نہیں۔

بہتر تھا کہ اس کے بجائے حدیث کی 'جامع الاصول' کے ان ابواب کا ترجمہ مع متن ان کو پیش کر دیا جاتا جن کی ان کو فوری ضرورت رہتی ہے۔ عبادات، نماز، روزہ، حج، اسی طرح فضائل، مناقب، کتاب الاطعمہ والاشربہ والعقیقہ، کتاب العید والذبائح، کتاب الاضاحی، کتاب المرض، جنائز، طب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ادب، رقاق، رجّل، عتاق، قدر، خاتم، ملاحم، فتن، تعبیر، کتاب العلم اور توحید جیسے ابواب کو چھوڑ کر باقی ابواب پر مشتمل حصوں کا ترجمہ اس سے زیادہ آسان، آئین کے قریب اور اقرب الی المقصود تھا۔ جس کی طرف آپ نے عوت دینا شروع کی ہے۔ تفسیر کی حد تک ابن کثیر کا ترجمہ ہو جاتا تو کام اور آسان ہو جاتا۔ یہ اس صورت میں ہے، جب ضرور ترجمہ ہی پیش کرنا ہو، ورنہ اب بھی بہتر یہی ہے کہ ان کو عربی ادب اور قرآن حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایثار کرنا چاہئے۔ اور یہی بات شایانِ شان ہے۔ بہر حال عدالتوں اور وکلاء کے لئے سفر طویل بنانے سے پرہیز ہی کیا جائے تو بہتر ہے گا۔

علاوہ ازیں فقہ و قانون جیسے علوم کی کتابوں کے ترجے خاصا مشکل کام ہے۔ صاحب ترجمہ کی علمی فضیلت کے باوجود ان کی کبر سنی اور نقاہت کے پیش نظر کتاب کے کئی ایک مقامات نظر ثانی کے محتاج ہیں۔ کیونکہ بعض جگہ تسامحات ملتے ہیں یا مفہوم واضح نہیں ہو سکا۔ اس جلد کے بعض پیچیدہ مقامات مثلاً455-456،479-481 وغیرہ کا ترجمہ 'محدث' کے ایڈیٹر جناب حافظ عبد الرحمٰن صاحب مدنی نے کیا تھا۔ مگر مرتب نے ان کے بعض حواشی چھوڑ دیئے ہیں اور بعض کو قوسین میں اصل ترجمہ کے ساتھ کر دیا ہے جبکہ زبان و بیان کی نئی ترتیب بھی مسئلہ کی وضاحت پر اثر انداز ہوئی ہے۔ بہر صورت اس علمی کتاب کی دیدہ زیب طباعت محکمہ اوقاف کے لئے لائق تحسین ہے۔ (عزیز زبیدی)

(۷)

نام کتاب	:	مجلہ علم و آگہی (خصوصی شمارہ بابت ۷۳-۱۹۷۴ء)
		برصغیر پاک و ہند کے علمی، ادبی اور تعلیمی ادارے
مرتبین	:	ابو سلمان شاہجہان پوری، امیر الاسلام
سائز	:	22 x 18 /8
ضخامت	:	348صفحات
ملنے کا پتہ	:	گورنمنٹ نیشنل کالج۔ شہید ملت روڈ، کراچی (۵)

مسلمانوں نے برصغیر پر صدیوں حکومت کی ہے اور اس ملک اور اس کے باشندوں کو مہذب بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ برصغیر کے گوشے گوشے میں مسلمانوں کے احسانات و اثرات کے نقوش دیکھے جا سکتے ہیں۔ انگریزوں کی آمد سے ہندوؤں کو مستحکم ہونے کا موقع ملا اور ان دونوں کی ملی بھگت سے مسلمانوں کو اور ان کے اثرات کو مٹانے کی بھرپور کوششیں ہوئیں۔ برصغیر کی مسلم قومیت قابلِ ستائش ہے کہ اس نے اتنے منظم اور طاقتور دشمن کے باوجود اپنے حیات بخش پروگرام جاری رکھے۔ علم و ادب، تعلیم و تحقیق اور تہذیب و ثقافت کے میدانوں میں کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ مسلمانوں کے اجتماعی شعور نے تہذیبی و تعلیمی ورثے کو ضائع ہونے سے بچایا۔

یہی عجیب اتفاق ہے کہ سیاسی میدان میں مسلمانوں کی جدوجہد کو محفوظ کرنے کی سنجیدہ مساعی ہوئی ہیں لیکن تعلیمی، تحقیقی اور تہذیبی کاوشوں کے بارے میں مرتب معلومات مہیا کرنے کے سلسلے میں نادانستہ کوتاہی ہوئی ہے۔ برصغیر کی تاریخ کا طالب علم جب ان کاوشوں کا جائزہ لینے کی کوشش کرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ہے تو اسے مایوسی ہوتی ہے۔

گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی کے اساتذہ و طلباء مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وقت کے ایک اہم تقاضے کو پورا کیا ہے۔ تعلیم و تحقیق سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ میری محدود معلومات کے مطابق اس موضوع پر کبھی یکجا مواد نہیں ملتا۔ خصوصی نمبر کی ترتیب، اداروں کی تقسیم اور پھر ان کے بارے میں مستند کوائف ایسی خصوصیات ہیں جنہیں نظر انداز کرنا زیادتی ہو گی۔ ابو سلمان صاحب نے مقدمے میں مجلہ کی قدر و قیمت میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ مجلہ کی ایک اور خصوصیت اس کا رواں اور شستہ انداز ہے۔ مواد اگرچہ تحقیق و تفتیش سے مرتب کیا گیا ہے لیکن ان حوالوں سے بوجھل نہیں بنایا۔ عام قاری بھی بغیر کسی اکتاہٹ کے اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ یہ کاوش ایک اعلیٰ درجے کی تحقیقی مقالے کے لئے نہایت عمدہ پیشرو کی حیثیت رکھتی ہے۔ البتہ اس میں مغربی پاکستان اردو اکیڈمی کا ذِکر کہیں نہیں آیا۔ ممکن ہے وہ کسی اور مرحلے کے لئے مناسب ہو۔

ہماری دیانتدارانہ رائے ہے کہ اہلِ علم کو اس خصوصی نمبر کو عام کرنے میں مقدور بھر کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے ذریعے بہت سے حضرات ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔

ہم سفارش کرتے ہیں کہ یہ کتاب ہر لائبریری میں موجود ہو اور تمام اہلِ علم کی ذاتی لائبریریوں کی زینت،؟ (خالد علوی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com